

# مسیحائی

ڈاکٹر طارق انور باجوہ

نصیبِ چارہ گری جب ہوا ترا ملنا
بھرے گا کیسے لگا ہے جو تیرے پیار کا زخم

کتاب : نصیبِ چارہ گری

﴿کلام جون سنہ ۲۰۲۱ تا اگست سنہ ۲۰۲۱﴾


شاعر : ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ناشر : ڈاکٹر ریحانہ رحمٰن بٹ

سنِ اشاعت : ۲۰۲۱

ملنے کا پتہ :

55 Combemartin Road, London

SW18 5PP

bajwauk@hotmail.com

سرورق : عامر احمد ملک

کمپوزیشن : نابغہ طاہر باجوہ

# انتساب

ایسے تمام طبیبوں کے نام جو پورے خلوص کے ساتھ اپنے مریضوں
کی چارہ گری کا سامان کرتے ہیں۔




ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ایں چشمۂ رواں کہ 'بفضلِ خدا' دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمّد است

# ترتیب

**اظہارِ تشکّر ........................................ 15**

**پیش لفظ ........................................ 19**

1. حمد باری تعالیٰ ........................................ 31
2. وہ بظاہر عیاں نہیں ہوتا ........................................ 33
3. نعتِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم ........................................ 36
4. نعتِ رسولِ مقبول صلیّ اللہ علیہ وسلّم ........................................ 39
5. کیا فلک سے، سنو! ندا آئے ........................................ 42
6. "حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کی یاد میں" ........................................ 44
7. جو دیکھ کر تیرا ایک جلوہ، نہال ہوتے، کمال ہوتے ........................................ 47
8. وہ بادشاہ بھی درویش ہے بتایا گیا ........................................ 49

9. یہ آنکھیں شاد ہوتی ہیں یہ دل مسرور ہوتا ہے ................ 50

10. لگا تھا دل پہ اچانک جو تیرِ یار کا زخم ............................ 52

11. آزاد نظم .................................... 54

12. جلا تھا علم کی دنیا میں جو چراغ کوئی ......................... 56

13. کُھل گیا رحمت کا در، پھر آ گئے جلسے کے دن ................... 58

14. ہوں مبارک عید کی قربانیاں ............................ 60

15. وعدے کر کے مشکل کیوں پھر ان کو نبھانے ہو جاتے ہیں ...... 62

16. نِکہتِ گل سے مہک جائے گلستاں میرا ....................... 64

17. احسان ہیں یہ اس کے یا حسن و جمال ہے ..................... 66

18. اے اونچے محلوں والو تم ، مسکین کی عزّت کیا جانو ............ 68

19. ہجر میں دردِ دل بڑھے تو آہِ شب، فراز کر .................... 70

20. آئینہ دیکھ کے چہرہ مرا حیراں سا لگے ........................ 72

21. مان ہم لیتے اسے تم جو ہدایت کرتے ......................... 74

22. جو تم نہیں تو ہزاروں میں جی نہیں لگتا ........................ 76

23. دل کو جب فرقت کا صحرا دیجئے ............................... 78

24. کشش قدرت عطا کرتی، ہمیں جو سادگی آتی ................... 80

25. گرد آنکھوں کے جو ہالے پڑ گئے ............................... 82

26. آج پھر ٹوٹ کے وہ یاد آیا ................................... 84

27. آئنہ دیکھ کے ہم تیرا، سنورتے جاتے ......................... 86

28. حسن کا اعتبار کیا کرتے ..................................... 88

29. نجیبوں کی سعادت کہہ رہی ہے ............................... 90

30. آج ہے دل میں جو ہَل چَل کبھی ایسی تو نہ تھی ................. 92

31. کس کا حساب پیار میں بے باق ہی رہا ......................... 94

32. مٹی سے میں بنایا گیا پہلی بار تھا ............................. 96

33. قیادت کا عَلَم تھامے ہوئے ہوں ................................ 98

34. ہماری بے بسی پر مسکرا لے جس کا جی چاہے ................... 100

35. چلی ہے کس ڈگر ، بگڑی ہوئی ہے ........................ 102

36. سنگ اپنے، ہاتھوں میں لئے ہیں، وہ جو ہمارے سنگ نہیں ..... 104

37. نقاب چہرے سے گر وہ کہیں اُٹھالیتا ........................ 106

38. خوشی کے لمحے ہمیشہ قلیل ہوتے ہیں ........................ 108

39. نہیں جس آنکھ میں سپنوں کا ہی جہاں آباد .................. 110

40. اس سے جب تم پیار کروگے، سب اچھا ہو جائے گا ........... 112

41. رُخِ گل کو چھو کر گزرتی ہوا ............................ 114

42. مبتلا اب ہے پس و پیش میں جیون اپنا ...................... 116

43. حادثے کیا اور ہوں گے لوگ ہیں مضطر تمام ............... 118

44. وہ جو کہتے ہیں بتاؤ تو محبّت کیا ہے ........................ 120

45. دُکھوں کے درد دعاؤں میں ڈھل نہ جائیں کہیں ............. 122

46. اب نظر آتے نہیں صاحبِ کشّاف یہاں .................. 124

47. پڑی تھی پاؤں میں خوابوں کی لاش، کیا کرتے .............. 126

48. اس نے جو بات بھی کی، تھی وہ پشیمانی کی .................. 128
49. محبّت میں فنا ہو کر خیالِ یار کو جانا ............................ 130
50. خوب سے تھی خوب تر کی جستجو ............................ 132
51. ہم پہ پھر نظرِ عنایت ہو ضروری تو نہیں .................... 135
52. نام ہی لب پر نہ آئے، پیار یہ کیسا ہوا ....................... 137
53. سبق استاد جو تم کو سکھائیں، یاد کر لینا ..................... 139
54. ہجر میں ہم نے سہے درد، اضافی تو نہیں ...................... 141
55. کچھ دیر تو ٹھہرو، رک جاؤ، تمہیں دیکھ تو لوں میں جی بھر کے .. 143
56. گھر میں رہنے کی ہدایت ہے تو گھر میں رہیئے ................ 145
57. خدا کا سامنا کرنے سے لاحق خوف گر ہو گا .................. 147
58. کسے بتائیں ستم کا شکار ہم بھی ہیں .......................... 149
59. میں تشنہ، دشت میں ہوں، تو سراب دیکھتا ہوں ............ 151
60. ہم اُس کے لئے کب دنیا کے احسان اُٹھائے پھرتے ہیں ...... 153

61. خزاں میں بدلی بہاروں سے ڈر نہیں لگتا؟ .................... 155
62. اشک جب آنکھ سے گرتے ہیں تو مر جاتے ہیں ............. 157
63. رہی ہے تُجھ سے محبّت میں کچھ کمی باقی ...................... 159
64. جنونِ عشق میں گھر بار چھوڑ آؤ تو ........................ 161
65. زمیں پر کیوں بغاوت ہو رہی ہے ......................... 163
66. چپکے سے آ کے جو مرے من میں اتر گیا ..................... 165
67. عمر بھر جھکتی رہی جس پہ جبیں میری ہے ................... 167
68. وہ جو آگے کی کبھی سوچنے لگ جاتے ہیں .................... 169
69. دشتِ تنہائی کو یادوں سے جو سیراب کیا .................... 171
70. کب تک ہم کو خواب دکھایا جائے گا ...................... 173
71. جسے دیکھنا ہو وہ دیکھ لے یہ جہاں میں جاری نظام ہے ......... 176
72. تصوّر میں حسیں نظّارے دیکھوں .......................... 178
73. گناہ جب بھی کبھی تجھ کو آزمائے گا ...................... 180

74. عمر بھر جس نے کبھی دھوکا دیا ہوتا نہیں .................... 182

75. کہیں کسی کے لئے بات یہ عجیب نہ ہو ........................ 184

76. تیری محفل سے کہاں جانے کو جی چاہتا ہے .................. 186

77. کیسے سمجھائیں تمہیں کاش کہ آجائے یقیں .................. 188

78. ہم نے جب ذکر تمہارا، دمِ فریاد کیا ........................ 190

79. مسیحا آگیا ہے اب علاجِ دردِ دل ہو گا ........................ 192

80. ساحلِ سمندر پر بیٹھ کر۔۔۔ .......................194

81. "بعد اس کے ہاتھ میں سگریٹ میں نے نہ لیا" ............196

82. کَنڈیاں وِچّوں بچ بچا کے لنگھ دا جیہڑا پار .................... 201

## کلام بہ یاد سیّد طالع احمد شہید..................... 203

83. صالح، وہ خاندان کا فرزندِ ارجمند .........................204

84. اشک مژگاں پر کسی کی یاد میں آنے کے بعد ................206

85. اس کی تقدیر فلک پر سے جو مُبرم اتری ....................... 208

86. عمر بھر تیری رضا کی جستجو کرتا رہا ........................... 210

87. جان دے کر جس نے ثابت، خود کو ہیرا کر دیا ............... 212

88. جس چہرے سے نظروں کو ہٹایا نہیں جاتا ...................... 214

89. جس کے کن کہنے سے اک حشر بپا ہوتا ہے ................... 216

# اظہارِ تشکّر

الحمدللّٰہ کہ اپنا پانچواں شعری مجموعہ ”نصیبِ چارہ گری“ پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میرے پہلے چار مجموعہ ہائے کلام ” لبِّ لباب “، ” چاک دامانِ جنوں“، ”ہم قدم دم بدم “اور ” در آئینہ صفِ دوستاں “، کو جس طور سے پذیرائی ملی اس کے لئے سب سے پہلے اپنے ربِّ کریم کا اور اس کے بعد فرداً فرداً تمام احباب کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

جیسا کہ ” لبِّ لباب “ کی ابتدا میں، میں نے ذکر کیا تھا کہ ۱۸ مئی ۲۰۲۰ء، ۲۵ رمضان المبارک ، کی رات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالٰی کو اچانک چوٹ لگ جانے کی فکر میں دل پر اثر تھا۔ دُعا کر کے سویا تو خواب میں خود کو ایک لمبی نظم پڑھتے ہوئے پایا۔ آنکھ کُھلی تو احساس تھا کہ پوری نظم یاد ہے، ابھی لکھ لوں گا تاہم لکھنے بیٹھا تو نظم تو بھول گئی تھی، محض ٹیون یاد رہی تھی جس پر ایک نظم لکھ کر حضورِ انور کی خدمت میں بھجوادی۔ لیکن یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالٰی نے جیسے شاعری سکھا دی ہے اور اب میں شعر

آسانی سے کہہ پاؤں گا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود مدد کی اور رہنمائی فرمائی اور میں نے روزانہ ایک غزل یا نظم کہنا شروع کر دی۔

میرے ذہن میں قرآنِ کریم کی یہ آیت تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تُو کہہ دے کہ اگر سمندر دواتیں بن جائیں تا کہ میرے رب کے کلمات لکھ سکیں تو وہ ختم ہو جائیں گے خواہ ویسے ہی سمندر دوبارہ لے آئیں لیکن تیرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ تو اگر خدا تعالیٰ کی کائنات پر غور کیا جائے تو ایک نظم تو روزانہ کہی جا سکتی ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے الحمدللہ

اس کتاب " نصیبِ چارہ گری " میں یکم جولائی ۲۰۲۱ سے لے کر ۳۰ ستمبر ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل کیا گیا ہے۔

دیگر مہربانوں کے ساتھ ، محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو باقاعدگی سے میرا کلام دیکھ کر حسبِ ضرورت اصلاح بھی فرما دیتے ہیں۔ اس کتاب کا نام بھی انہی کا عنایت کردہ ہے۔ اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر محنت کے ساتھ انہوں نے ایک ایک لفظ کا جائزہ لے کر اپنی رائے کا اظہار فرمایا اور املا کی غلطیوں تک کی نشاندہی فرمائی۔

مکرّم طفیل عامر صاحب نے کمال شفقت کا اظہار کرتے ہوئے نہ صرف مکمل کتاب کا شروع سے آخر تک جائزہ لیا بلکہ تفصیل سے مناسب تبدیلی کے مشورے بھی عطا فرمائے۔ ان کا بھی خاص طور سے ممنونِ احسان ہوں۔

اس کے علاوہ میں اپنے ان اساتذہ اور دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ وقت نکال کر اپنی رائے سے نوازا۔

اللہ ان کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور احسن ترین جزا عطا فرمائے۔ آمین!

خاکسار

ڈاکٹر طارق انور باجوہ

لندن۔ ۲۳ اکتوبر ۲۰۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ

Z 03-11-2021

مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ آپ نے اپنی شاعری کا چوتھا مجموعہ "در آئینہ صف دوستاں" ارسال کیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء آپ تو نظمیں، غزلیں لکھنے میں بڑے بڑے شاعروں کو مات کر گئے ہیں۔ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں میں مزید جلا بخشے۔ آپ کو ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں کے حصار میں رکھے اور نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

یو کے

خط حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

# پیش لفظ

# نصیبِ چارہ گری پر ایک اجمالی نظر

شعراء کو تلامیذ الرّحمٰن کہا جاتا ہے یعنی خداوند کریم ہی شاعروں کو شاعری کا وصف ودیعت کرتا ہے اور وہی ذاتِ بابرکات شعر و شاعری کی برکت شعراء کو عطا کرتی ہے اور اس بات کی ایک تصدیق ہمارے ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا شاعری کا سفر کرتا ہے۔ کہ انہیں خواب میں اللہ کریم نے نظم پڑھتے ہونے کا منظر دکھایا اور پھر وہ خواب میں پڑھنے والی نظم تو بھول گئے۔ لیکن اس کے بعد ان کی شاعری کا دریا رواں ہو گیا۔ اور یہ کوئی پرانی بات نہیں۔ بلکہ یہ معجزہ ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی رُونما ہوا۔ کیا یہ کمال کی بات نہیں کہ فنِ طبابت سے آشنا ایک طبیب ڈاکٹر اللہ تعالیٰ کے سکھائے اس فنِ شاعری کا ماہر ہو گیا

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا یہ پانچواں مجموعہ ہے جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس میں ان کی شاعرانہ توانائی، روانی، جِدّت، بے ساختگی، الفاظ کا چُناؤ، صنائع بدائع کی قدرتی صنعت گری غرضیکہ شاعری کے مروّجہ تلازمات، رموز و اسرار سب اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ

شاعرانہ تخلیقات کا فن خداوند کریم نے انہیں سکھایا ہے۔ اور یہ خدائی دین ہے۔ کیونکہ انہوں نے کہیں سے یہ فن پہلے نہیں سیکھا تھا۔ بلکہ یہ قدرتی تحفہ ہے۔ جو قدرت نے انہیں عطا کیا ہے۔

جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ کی شاعری کے موضوعات میں زیادہ تر مذہبی، اخلاقی اور دینی رُجحانات پائے جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے زمانہ اور عصری ماحول سے لاتعلّق ہیں۔ ان کی شاعری میں عصرِ حاضر کے اور اپنے ماحول و معاشرے کے مسائل اور ان کا حل بھی ملتا ہے۔ لیکن ان کی شاعری کا مرکزی خیال اپنے مُرشد سے محبّت اور قولِ سدید سے سچ کا اظہار کرنا ہے۔ فرمایا ہے

لکھوں گا بات سچّی اور کہوں گا
کہ دامانِ حَکَم تھامے ہوئے ہوں

طارق ہم تو چاہیں مل کر ایک ہی راگ الاپیں
نغمے سب توحید کے گائیں، اُن کا یہ آہنگ نہیں

یہ آنکھیں شاد ہوتی ہیں یہ دل مسرور ہوتا ہے
نظر کے سامنے اک چہرۂ پُر نور ہوتا ہے

وہ پاک ہے وجود محبّت سے پُر ہے وہ
اِخلاص میں تو آپ وہ اپنی مثال ہے

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ
فلاڈلفیا امریکہ
۸ نومبر ۲۰۲۱

محترم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا پانچواں مجموعہ کلام نصیب چارہ گری منظر عام پر آرہاہے۔ میں اس موقع پر محترم ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی انکے کلام میں مزید برکت عطا فرمائے اور قارئین کرام اس سے فیضیاب ہوں۔

خوشگوار حیرت یہ ہے کہ ہر صبح محترم ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ایک نیا کلام پڑھنے کو ملتاہے۔ اور ہر روز انکے کلام کو پڑھ کر اک نئی تازگی کا احساس ہوتاہے۔ آپکے

کلام میں سچائی اور سادگی دونوں اوصاف موجود ہیں۔ محبت کی رنگینیاں بھی ہیں پیغام بھی ہے اور راہ دکھاتے ہوئے چراغ بھی ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

مبارک صدیقی

لندن

۴ نومبر ۲۰۲۱

ماشاالله، بہُت مُبارک ہو۔۔

الله تعالٰی بابرکت فرمائے اور اُردُو شعر و ادب کے تشنگاں کے لئے مشعلِ راہِ سُخن ہو۔ اللّٰھُمَّ آمین۔۔

دُعا گو و طالبِ دُعا،

احقر العباد،

عبد الشکُور،

کلیو لینڈ، اوہائیو، امریکہ

۲۲ اکتوبر، ۲۰۲۱

# ""ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی شعر گوئی""

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب، حق کی سربلندی اور ظلمتوں کی شکست کے لئے قلمی جہاد میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں جیسا کہ آپ کے مجموعۂ کلام "نصیبِ چارہ گری" کو اگر دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے۔ جس میں غزلوں کے ساتھ نظمیں بھی ہیں۔ آپ کی نظموں میں فکر کے ساتھ ساتھ جذبات کی موج تہہ نشیں واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔

آپ کے اشعار میں جہاں ایک طرف عصرِ حاضر دھڑکتا ہے، زمانے کی جبر و استبداد کا تذکرہ ہے، انسانی رشتوں کی دم توڑتی مٹھاس کا نوحہ ہے، وہیں دوسری طرف کثیر تعداد میں ایسے اشعار بھی موجود ہیں جن میں ان کے معصوم اور پاکیزہ دل کے سسکتے جذبات کا اظہار ہے جن کو اعلٰی اقدار کا نام دیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب ایک منفرد لب و لہجے کو لے کر سامنے آئے ہیں جو آج محتاجِ تعارف نہیں۔
"نصیبِ چارہ گری" آپ کا پانچواں شعری مجموعہ ہے۔
زندگی میں وقتاً فوقتاً ہونے والے واقعات و حادثات نے ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کو حسّاس طبیعت کا مالک بنا دیا ہے۔
اچھا انسان پوری عالمِ انسانیت کی فلاح و خیر سگالی، بہتری اور بھلائی کے لئے سوچتا ہے اور یہی سوچ ڈاکٹر صاحب کے اشعار میں محسوس کی جا سکتی ہے۔
جب صداقت کے جذبوں سے کسی کو چاہا جاتا ہے اور جب کسی سے محبّت ہو جاتی ہے تو پھر اس کی جُدائی ہر لمحہ انسان کو بے چین رکھتی ہے
انسان کو اپنے محبوب کے قرب کا احساس اسے اس منزل پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں پہنچ کر اسے اپنے وجود پر محبوب کا گماں ہونے لگتا ہے اور یہ محبوب ان کے اشعار سے بخوبی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان اور بھارت میں اچھی شاعری ہو رہی ہے تو یورپ بھی کسی سے کم نہیں جس کی ایک مثال ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب ہیں جن کی شاعری اچھی فضامیں پروان چڑھی ہے۔
اگر یہ کہا جائے کہ موصوف نے نئے سے نئے انداز میں شعر کہنے کی کوشش کی ہے اور وہ اس کوشش میں کامیاب بھی رہے ہیں تو مبالغہ نہ ہو گا مجھے یقین ہے کہ ان کا ڈکشن ان کی پہچان بن جائے گا۔

اسحٰق ساجد

جرمنی

۱۰ نومبر ۲۰۲۱

# "نصیبِ چارہ گری" ۔۔۔زہے نصیب

مختصر اظہارِ خیال از ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے، ٹیلفورڈ۔ انگلینڈ

فنی، لسانی، روحانی اور عصری تقاضوں سے آراستہ پیراستہ جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی غزلیات کا مجموعہ "نصیبِ چارہ گری" تلاشِ حق اور تلاشِ ذات کے پھولوں کی مسکان اور رنگینیوں سے بھرا ہوا پُر بہار باغیچہ ہے جس کی مہک ان شاءاللہ دور دور تک پھیل کر اذہانِ قارئین کو معطّر کرے گی۔

شاعرِ محترم نے اپنے مخصوص رنگ و انداز میں اپنی سوچ کی پرواز کو ادبی کہکشاؤں کی بلندیوں تک لے جانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شاعری کی یہ پانچویں کتاب بھی گذشتہ مجموعوں کی طرح قاری کو قلم کی اہمیت اور مرتبہ و وجاہت کے اسباق سکھاتی نظر آتی ہے۔ یہی قلم ہے جو آج کے مومن کی تلوار اور فکر و فن کی محافظ ہے۔ میری دعا ہے کہ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا یہ پانچواں مجموعہ بھی پوری دنیائے ادب میں

پذیرائی اور مقبولیت کے اعلیٰ مقام حاصل کرے اور رات کی تاریکیوں میں ماہِ کامل کی طرح روشنی پھیلاتا رہے۔۔۔ آمین یاربّ العالمین!

اب آخر میں حسبِ سابق ایک مختصر سی نظم ڈاکٹر صاحب کی نظر کرتا ہوں۔

## نظم

﴿نتیجہء فکر ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے﴾

ڈول ڈالے الفتوں کے پانیوں کو چومتے
اشک بھر کر آنکھ میں سرمست دیکھے جھومتے

کیا غضب ہے شاعری اور کیا سُخن ہے بے بہا
اک اندھیری رات ہے اور علم کا جلتا دیا

بات اتری دل سے ، نکلی ، آ گئی قرطاس پر
پھیل جائے گی زمیں پر ، ایک اس ہی آس پر

کیا جواں جذبات کھلتے مثلِ گل رنگیں چمن
حمد کے الفاظ جیسے ہو کلی کا بانکپن

گلستانِ حرف میں ہے آ گئی رنگیں بہار
ہو گئی شبنم ، غزل سے صبح دم ہی آشکار

پُر اثر چارہ گری ہے اور مہان اس کے نصیب
پانچواں تحفہ یہ طارق کا ہوا دل کے قریب
یہ متاعِ فکر و فن کی بات کا ہے سلسلہ
یہ سُخن میں تر بہ تر ہر رات کا ہے سلسلہ

عشق و الفت میں وفاؤں کی ہے یہ زندہ کتاب
زندگانی کے نصابوں کا بھی رکھتی ہے حساب

اک نئی دنیا منوّر ہے اجالوں میں بسی
فکر کی پرواز طارق کے خیالوں میں بسی

# حمد باری تعالیٰ

رنگ بھرتے ہوئے تصویر میں سوچا ہو گا
کون سا رنگ ترے چہرے پہ جچتا ہو گا

حسن جب دیکھا پسِ پردہ یہ سوچا میں نے
خوبصورت تو فقط رنگ حیا کا ہو گا

کر سکوں حسن بیاں اس کا یہ ممکن ہی نہیں
میں اگر سوچوں ، غلط فہمی یا دھوکا ہو گا

جس کی تخلیق پہ حیرت تھی فرشتوں کو ہوئی
اس نے جو رنگ بھرا ہو گا وہ اچھا ہو گا

جس کے سائے نے بچایا ہے کڑی دھوپوں سے
اس کے آنگن میں محبّت ہی کا پودا ہو گا

جس نے چکھا ہے کبھی عشقِ حقیقی کا مزہ
رات کے پچھلے پہر سجدوں میں روتا ہو گا

کل کو جانا ہو جسے پاس نہ ہو زاد کوئی
چین کی نیند بھلا وہ کہاں سوتا ہو گا

طارق اس دور میں بھی لوگ اگر ہیں اچھے
ان سے راضی تو یقیناً ترا مولا ہو گا

وہ بظاہر عیاں نہیں ہوتا
پھر بھی دل سے نہاں نہیں ہوتا

جلوۂ حسن دیکھ لے تو کون
عشق میں نیم جاں نہیں ہوتا

دردِ دل ہر کسی سے کیا کہنا
ہر کوئی راز داں نہیں ہوتا

جب زمیں سجدہ گہ نہیں ہوتی
آسماں سائباں نہیں ہوتا

بولتا ہے وہ جس سے جب چاہے
وہ خدا بے زباں نہیں ہوتا

ہم نصیب اپنا آزمائیں گے
دوستانہ کہاں نہیں ہوتا

کامیابی عمل سے ملتی ہے
ہم سے کیوں امتحاں نہیں ہوتا

رہنما تیز گام ہو جس کا
سست وہ کارواں نہیں ہوتا

ہے یقیں مجھ پہ ہے یقیں اس کو
مجھ سے وہ بد گماں نہیں ہوتا

کیا بھروسہ کریں ہواؤں پر
ناخدا بادباں نہیں ہوتا

دل دھڑکتا تھا دیکھ کر اس کو
اب وہ شور و فغاں نہیں ہوتا

کیوں خزاں آ گئی بہاروں میں
کیوں ہرا گلستاں نہیں ہوتا

جس میں پاتا نہیں سکون مکیں
گھر کبھی وہ مکاں نہیں ہوتا

مشورہ ، جس میں ہو خلوصِ دل
وہ کبھی رائیگاں نہیں ہوتا

صحبتیں اپنا رنگ لاتی ہیں
دل میں عشقِ بتاں نہیں ہوتا

جا کے واپس کبھی نہ وقت آئے
کوئی بوڑھا جواں نہیں ہوتا

اور ہاتھوں میں ہے یہ کاروبار
یوٗنہی سود و زیاں نہیں ہوتا

کچھ تو جلنے کی بُو بھی آتی ہے
بے سبب تو دُھواں نہیں ہوتا

حیف وہ شخص جس کے مرنے پر
کوئی نوحہ کناں نہیں ہوتا

سب کو مرنا ہے ایک دن طارق
کوئی بھی جاوداں نہیں ہوتا

# نعتِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم

محمد بادشاہِ دوسرا ہے
محمد جو ہمارا رہنما ہے

محمد جو حبیبِ کبریا ہے
دو عالم کے لئے رحمت بنا ہے

خطاب اس کو دیا صادق سبھی نے
امیں کا بھی لقب اس کو ملا ہے

ہوئی ہے دُور ظلمت اس کے دم سے
اجالا ہر طرف اس سے ہوا ہے

عطائے علم و عرفاں کا سمندر
خدا کے فیض کا چشمہ بہا ہے

خدا کے فضل کی برسات برسی
جو چھائی ابرِ رحمت کی گھٹا ہے

چراغ اس سے ہوئے دنیا میں روشن
مہ و انجم نے نور اس سے لیا ہے

کئے قائم حقوق عورت کے اس نے
بنا بیواؤں کے سر پر رِدا ہے

وہ بچوں کے لئے شفقت کا پیکر
وہ بُوڑھوں کے لئے بھی اک عصا ہے

اسیروں کی رہائی کا وہ مژدہ
یتیموں کا تو وہ مولیٰ رہا ہے

وہ شہزادہ حسیں امن و اماں کا
رواج اس سے معافی کا پڑا ہے

جو کی تلوار سے اپنی حفاظت
دلوں کو فتح الفت سے کیا ہے

نصیب اس کو ہوئی معراج ایسی
قدم عرشِ معلّیٰ پر گیا ہے

ہماری جان واری ہے اسی پر
محمدؐ مصطفیٰ پر دل فدا ہے

مجھے رستہ دکھایا ہے اسی نے
مرے دل کا وہی روشن دیا ہے

پڑھیں صلِّ علیٰ طارق ہمیشہ
کہ مومن کو یہی حکمِ خدا ہے

# نعتِ رسولِ مقبول صلیّ اللہ علیہ وسلّم

لب پہ ذکرِ صفا محمّد کا
وِرد ، صلِّ علیٰ محمّد کا

میرا محسن مرا حبیب ہے وہ
میرے دل کے بڑا قریب ہے وہ

آشنا لطف سے زبان کروں
کچھ صفات اس کی میں بیان کروں

وہ ہے رحمت خدا کی سب کے لئے
وہ نمونہ ہے روز و شب کے لئے

عشق یوں اس کو اپنے رب سے تھا
منتظر اس کا جیسے ، کب سے تھا

ذکر کرتا تھا اس کا کثرت سے
دیکھتے لوگ اس کو حسرت سے

اس نے اُمّی لقب تو پایا تھا
خود خدا نے اسے پڑھایا تھا

علم و عرفاں کا وہ خزانہ تھا
اس کا قائل ہوا زمانہ تھا

جب خدا اس سے ہم کلام ہوا
جاری قرآن کا نظام ہوا

جب بھی کرتا کسی کو وہ تبلیغ
بات کرتا تھا وہ فصیح و بلیغ

اس کی سب سے بڑی جو طاقت تھی
اس کی ہر بات میں صداقت تھی

گفتگو اس کی ہوتی تھی جامع
اس کو سنتے تھے غور سے سامع

مختصر وہ کلام کرتا تھا
دشمنوں کو بھی رام کرتا تھا

حکمت اسے عطا تھی گئی کی
نصرت اسے گئی دی سے رعب
تھیں باتیں جو بھری سے معرفت
تھیں راتیں جو پُر سے عبادت تھیں
کی زمانوں خبر تھی گئی مل
کی خزانوں گئیں دی کنجیاں
حضور کے خدا ہوا حاضر تو وہ
نور کا خدا گیا وہ کر چھوڑ
وہ خزانے ہمیں اب گئے مل
وہ زمانے پر ہیں ہم ڈھونڈتے

# کیا فلک سے، سنو! ندا آئے

کیا فلک سے ، سنو ! ندا آئے
وقت ہو جب امام کا ، آئے

تم زمیں کی پکار بھی سُن لو
ڈھونڈتا ہے جو وہ چلا آئے

کوئی سننے کا منتظر گر ہے
غور سے جو ، سنے صدا آئے

تھے مریض انتظار میں جس کے
وہ مسیحا لئے شفا آئے

آ گیا موسمِ بہار اب تو
پھول شبنم سے ہیں نہا آئے

ڈالی ڈالی پرندے گاتے ہیں
ہیں ثمر اس شجر کے کھا آئے

سرخرو ہو گئے وہ جاں دے کے
ہیں لہو سے جبیں سجا آئے

نُور آئے نظر جو چہروں پہ
دیکھ کر دل کو چین سا آئے

ایک مشعل نے روشنی کی ہے
زعم اپنے میں تھا وہ بجھا آئے

کیا بجھے گا خدا کا نور اس سے؟
منہ کی پھونکوں سے جو ہوا آئے

آ کے نغمہ سرا ہوئے ہم تو
روز ہیں اک غزل سنا آئے

آگئے اندلس میں اب طارق
اور ہیں کشتیاں جلا آئے

## "حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کی یاد میں"

کبھی کالج میں ہم پڑھتے پڑھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے
وہاں مہماں کبھی مرکز سے آتے تھے، وہ کیا دن تھے

انہی میں یاد ہیں ، اک خو بصورت شخصیت والے
ہماری رہنمائی کو جو آتے تھے ، وہ کیا دن تھے

گرم جوشی سے باتیں جب کیا کرتے تھے وہ ہم سے
ہمارے دل کی دھڑکن وہ بڑھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

سوال اکثر عجب کرتے تھے نادانی میں ہم ان سے
ہماری سُن کے باتیں مسکراتے تھے ، وہ کیا دن تھے

خلافت پھر ملی ان کو ، امامت کا جو دور آیا
تو بیعت کر کے سب کو ہم بتاتے تھے، وہ کیا دن تھے

میں کھو کر یاد میں ان کی ، یہ اکثر ان سے کہتا ہوں
جو صحبت آپ کی میں دن بِتاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

سوالوں اور جوابوں میں محبّت پھُوٹی پڑتی تھی
ہمارے قُرب میں جب آپ آتے تھے وہ کیا دن تھے

خطابوں اور درسوں کا تو شہرہ تھا ہی عالم میں
مگر خطبات جب کیسٹ میں آتے تھے ، وہ کیا دن تھے

کبھی پردیس کے نظّارے لے آتے تھے باتوں میں
سُنا کر دیس کے قصّے رُلاتے تھے وہ کیا دن تھے

محبّت کی انوکھی داستاں مل کر رقم کرتے
دل و جاں آپ پر سب ہی لُٹاتے تھے، وہ کیا دن تھے

محبّت کے اسیروں کا بھی ذکرِ خیر کر دیتے
شہیدوں پر تو واری واری جاتے تھے وہ کیا دن تھے

پڑھا کرتے تھے اردو نا بلد تھے ، اِس زباں سے جو
انہیں ٹی وی پہ اردو خود سکھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

مسیحا کے خلیفہ کی عجب اک شان ہوتی ہے
مسیحائی بھی ٹی وی پر سکھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

کئی تفسیر پڑھتے تھے گھروں میں بیٹھ کر ان سے
جو خوش قسمت تھے ، ملنے کو چلے آتے تھے کیا دن تھے

پھر آئے الوداع کہنے ہزاروں لوگ دنیا سے
حزیں دل سے جو رخصت کر کے جاتے تھے، وہ کیا دن تھے

اُسے زندہ رکھیں گی اس کی یادیں تا ابد طارق
مجالس میں جو ہم طاہر کی آتے تھے وہ کیا دن تھے

❀ ❀ ❀

جو دیکھ کر تیرا ایک جلوہ ، نہال ہوتے ، کمال ہوتے
جو پاک صحبت میں تیری رہ کر ، خیال ہوتے ، کمال ہوتے

ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں وہ بزم آرائیاں کہ جن میں
جواب جو بھی ، سبھی کے سن کر سوال ہوتے ، کمال ہوتے

وہ اہلِ صفّہ جو بیٹھے رہتے کہ بات سننے سے رہ نہ جائے
اے کاش ہم بھی ابو ہریرہ ، بلال ہوتے ، کمال ہوتے

بتانِ وہم و گماں کی دنیا سے دل لگایا تو کیا کمایا
متاعِ علم و یقیں سے جو مالا مال ہوتے ، کمال ہوتے

نگاہ اپنی حسین چہرہ تلاش کرتی ہے آئینے میں
جو دیکھنے میں ترا ہی عکسِ جمال ہوتے ، کمال ہوتے

فدا کیا ہے جو مال و دولت نہیں ہے تُجھ پر یہ کوئی احساں
تری اطاعت میں ہم اگر بے مثال ہوتے کمال ہوتے

محبّتوں نے عجیب رشتوں میں باندھ رکھا ہے دوستوں کو
ہمارے جذبے جو ساتھ اہل و عیال ہوتے ، کمال ہوتے

سبھی یہ کہتے سنے ہیں ہم نے گئی جو ان کی کبھی حکومت
کہ ہم جو کرسی پہ پھر سے اپنی بحال ہوتے ، کمال ہوتے

ہیں کس قدر خوش نصیب طارق جو پیدا اس دور میں ہوئے ہیں
کہا یہ کتنوں نے گر محمدؐ کی آل ہوتے ، کمال ہوتے

وہ بادشاہ بھی درویش ہے بتایا گیا
"بلا" کا سامنا در پیش ہے بتایا گیا

وفا کا اس سے تقاضا تو خیر کیا کرتے
حساب اپنا کم و بیش ہے بتایا گیا

چلے تھے گھر سے ملاقات ہو ہی جائے گی
اُسے بھی کچھ تو پس و پیش ہے بتایا گیا

اصول کچھ تو نبھاتے قریب جانے کے
یہ اپنا جذبہ کم اندیش ہے بتایا گیا

مدد کو دوسروں کی جایئے مگر پہلے
یہ حق اسی کا ہے جو خویش ہے بتایا گیا

ہم آ گئے ہیں جو پردیس میں ہمیں طارق
رہیں جہاں بھی وہی دیش ہے بتایا گیا

یہ آنکھیں شاد ہوتی ہیں یہ دل مسرور ہوتا ہے
نظر کے سامنے اک چہرۂ پُر نور ہوتا ہے

نگاہِ مستِ ساقی سے جو پی لیتا ہے محفل میں
محبّت کے نشے میں رات دن مخمور ہوتا ہے

خموشی ، مسکراہٹ بھی تو اک تاثیر رکھتی ہے
کشش اس میں ، عجب اک حسن سا مستور ہوتا ہے

نہ جانے کیا رکھا جادو زباں میں اور بیاں میں ہے
کہ اس کی بات سن کر ہر کوئی مسحور ہوتا ہے

انہیں مل کر ہوئے قائل ہیں اکثر ان کی عظمت کے
کہ دشمن بھی کبھی تعریف پر مجبور ہوتا ہے

ضروری تو نہیں ہر شخص ہی دل کی زباں سمجھے
جو حق پر جاں فدا کر دے وہی منصور ہوتا ہے

ستم سہنا روایت ہے محبّت کی کہانی میں
دل و جاں پیش کر دینا ، یہی منظور ہوتا ہے

ہمیشہ ابتدا میں ابتلا بھی پیش آتے ہیں
زمانے کا ہمیشہ سے یہی دستور ہوتا ہے

نصیب ان کا ہے روشن ، فتح و نصرت ہیں مقدّر میں
کہ آخر بادشاہوں کا یہی مقدور ہوتا ہے

ہوئے قائل ہیں طارق ہم بھی ان کے حسن و احساں کے
جو آ جاتا ہے ان کے در پہ وہ مشکور ہوتا ہے

❁ ❁ ❁

لگا تھا دل پہ اچانک جو تیرِ یار کا زخم
بھرا نہیں ہے وہ اب تک نظر کے وار کا زخم

ہمیشہ رِستا رہا ہے وہ میری یادوں میں
خزاں میں اور ہرا ہو گیا بہار کا زخم

مرا بدن نہیں زخمی ہوا ہے پتھر سے
گلاب نے یہ دیا ہے نہیں ہے خار کا زخم

مجھے عزیز رہا درد جو ملا تُجھ سے
لگا جو راستے میں تیرے ، سنگسار کا زخم

زمین ہی نہیں شاہد ہے آسماں اس پر
کہاں کہاں نہ لگا دل پہ انتظار کا زخم

نصیبِ چارہ گری ، ہو گیا تِرا ملنا
بھرے گا کیسے لگا ہے جو تیرے پیار کا زخم

ہوئی ہے جب بھی ملاقات ہو گیا تازہ
تری نگاہ کا جوں تیغِ آب دار کا زخم

چھلک گئی ہیں جو آنکھیں کھلا ہے راز اس کا
چھپا کے رکھا تھا ہم نے دلِ فگار کا زخم

ہے راس آ گئی طارق ہمیں یہ ویرانی
کوئی جو دیتا نہیں طعنِ تیز دھار کا زخم

❀ ❀ ❀

# آزاد نظم

مرے مرشد نے مجھ سے یہ کہا تھا تم
حفاظت کے لئے اپنی
سمجھ کر پڑھ کے چاروں قل
انہیں سینے پہ اپنے پھونک دینا جب
نظر آئے دُھواں کوئی
کہیں جلنے کی بُو آئے
سمجھ لینا
حفاظت کی ضرورت بڑھ گئی ہے اب
نظر تم پر حسد کی پڑ گئی ہے اب
تو پڑھنا آیت الکرسی
اسے پھر پھونک لینا اپنے ہاتھوں پر
انہی ہاتھوں کو تم اپنے
بدن پر پھیر لینا، پھر دعا کرنا

خدا تم کو رکھے اپنی اماں میں اور
شریروں سے بچائے ہر قدم پر ہی
خدا رکھے حفاظت میں ہمیشہ میرے مرشد کو
اسے عمرِ خضر دے کام کرنے کو
مرادیں اس کی پوری ہوں
ہر اک امّید بر آئے
دعاؤں کے ثمر لائے

# ڈاکٹر عبد السلام

جلا تھا علم کی دنیا میں جو چراغ کوئی
خدا نے اس کو دیا تھا ذہین دماغ کوئی

وہ آیتوں کی تلاوت سے جس کو سمجھا تھا
لگایا اُس نے اسی راز کا سراغ کوئی

عجیب لوگ تھے سمجھے نہ اس کی الفت کو
اسے تھی فکر ،وطن پر لگے نہ داغ کوئی

تمام عمر گزاری ہے اس نے خدمت میں
کبھی تو غور کرے صاحبِ فراغ کوئی

وہ پی کے بادۂ عرفان مستِ دانش تھا
نہ آیا اس کے لیے اور تو ایاغ کوئی

جو پایا اس نے تھا نوبیل کا انعام اس سے
بنایا علم کی ترویج کا ہی باغ کوئی

خدا نے بخشا ہے طارق اسے مقامِ بلند
عقاب کے ہے مقابل کہاں پہ زاغ کوئی

ایاغ: شراب پینے کا گلاس
زاغ: کوّا
فراغ: جسے فرصت ہو

# کُھل گیا رحمت کا در ، پھر آگئے جلسے کے دن

کُھل گیا رحمت کا در ، پھر آگئے جلسے کے دن
تازہ تازہ با ثمر ، پھر آگئے جلسے کے دن

شمع پر قربان ہونے آئے ہیں پروانے چند
مل کے کچھ بیٹھے ہیں گھر ، پھر آگئے جلسے کے دن

ناز کرتی ہے ہوا مہکی ہوئی چاروں طرف
دے رہی ہے یہ خبر ، پھر آ گئے جلسے کے دن

بعد مدّت پھر ہؤا دیدار اس دلدار کا
آنکھ اشکوں سے ہے تر، پھر آ گئے جلسے کے دن

رحمتیں اتری ہیں گویا ابرِ باراں کی طرح
ارمغاں جھولی میں بھر ، پھر آگئے جلسے کے دن

ہم نے دیکھے بھی ، سنے بھی ، اپنے آقا کے خطاب
جی اٹھے شام و سحر ، پھر آ گئے جلسے کے دن

فکر ہے تو بس یہی ہے ختم ہو جائیں گے یہ
ہیں مبارک کس قدر ، پھر آگئے جلسے کے دن

طارق اب آئیں گے جب سب کو ملائیں گے یہ پھر
ہوں گے کہہ کر ہم سفر ، پھر آ گئے جلسے کے دن

# ہوں مبارک عید کی قربانیاں

ہوں مبارک عید کی قربانیاں
ہو قبولیّت ملیں تابانیاں

کام تب آئیں گی یہ قربانیاں
دل سے جب مٹ جائیں گی شیطانیاں

دردِ دل پیدا ہو انساں کے لئے
دکھ نہ دینے کی ہوں کارستانیاں

میزباں بن جائیں بھوکوں کے لئے
مائدہ سے ہوں گی پھر مہمانیاں

پیش کر دی جان بیٹے ، باپ نے
تب کہیں جا کر ملیں آسانیاں

جا کے پوچھیں ہم بھی تو ماں باپ کو
ان کی راحت کا کریں سامان یاں

نعمتیں کر دیں جو بن مانگے عطا
ہم نے دیکھیں ہر طرف رحمانیاں

ستیاں وہ کر بھی دیتا ہے معاف
جانتا ہے ہم سے ہوں نادانیاں

اس طرف لوٹیں اسی میں خیر ہے
گر سلامت چاہئے ایمان یاں

جب وہ راضی ہو خدا طارق تبھی
جان لیں ہم پا گئے سلطانیاں

❁ ❁ ❁

وعدے کر کے مشکل کیوں پھر ان کو نبھانے ہو جاتے ہیں
لوگ محبّت کرتے ہیں اور پھر انجانے ہو جاتے ہیں

جیون ایسی راہگزر ہے جس پر چلنا مشکل ہے
چلتے چلتے رُکنے کے بھی لاکھ بہانے ہو جاتے ہیں

ہم جیسوں کو علم کتابوں سے ہی پڑھنا پڑتا ہے
قاضی کے گھر کے بچے تو آپ سیانے ہو جاتے ہیں

کہتے کہتے شعروں کو بنتے ہیں غزل اپنی ، شاعر
لکھنے والے لکھتے لکھتے خود افسانے ہو جاتے ہیں

ستّاری سے کام لیا کر بات کرے جب لوگوں سے
ورنہ مشکل ، اپنے بھی پھر ، عیب چھپانے ہو جاتے ہیں

روشن دن کو سورج رکھے ، رات کو اجلا چاند کرے
اُترا جب تک نُور نہ ہو تاریک زمانے ہو جاتے ہیں

طارق اس سنسار کی رِیت سمجھ کر من کو سمجھا لے
لوگ نئے آتے ہیں جب کچھ لوگ پرانے ہو جاتے ہیں

❁ ❁ ❁

نِکہتِ گل سے مہک جائے گلستاں میرا
تم چلے آؤ تو ہو جشنِ بہاراں میرا

نور ہی نور اُتر آئے مرے آنگن میں
جگمگائے یوں ستاروں سے شبستاں میرا

تیرگی رات کی بھاگی ہے بڑی تیزی سے
جب فلک پر نظر آیا مہِ تاباں میرا

دور مایوسی ہوئی دل کی ہے امّید بڑھی
دیکھ کر تُجھ کو ہوا چہرہ درخشاں میرا

تیری تعریف میں الفاظ کبھی ساتھ نہ دیں
لکھتے لکھتے جو ہوا خشک قلم داں میرا

عشق میں جس کے جنوں عقل سے آگے نکلا
اس نے دیکھا ہی نہیں چاک گریباں میرا

میں نے رکھا ہے ندامت پہ بھروسا اپنا
نرم کر دے گا اسے ہونا پشیماں میرا

طارق انجام تو معلوم ہے پہلے سے اسے
اس کی خواہش ہے کہ ہو ، نام نمایاں میرا

احسان ہیں یہ اس کے یا حسن و جمال ہے
یادوں کو اس کی ، دل سے بھلانا محال ہے

دل میں مرے سما گیا وہ شخص ہے جسے
مجھ سے بھی بڑھ کے ہر گھڑی میرا خیال ہے

میں ہاتھ اس کا تھام کے جو بھی قدم چلوں
گرنے کا خوف ہے نہ کوئی احتمال ہے

وہ پاک ہے وجود ، محبّت سے پُر ہے وہ
اِخلاص میں تو آپ وہ اپنی مثال ہے

عاجز ہے اپنی ذات میں ، وہ ہے بڑا حلیم
آنکھ اس کی دور بیں ہے ، علم با کمال ہے

اخلاق اس کے دیکھ کے حیرت میں پڑ گیا
جس نے بھی دیکھا ، یہ کہا وہ بے مثال ہے

دیں کے لئے ہے جب بھی ضرورت کوئی پڑی
اس کو عطا کیا خدا نے خوب مال ہے

سینے پہ اپنے وار وہ لیتا ہے بے دھڑک
خطرہ ہو کیوں ہمیں کہ ہماری وہ ڈھال ہے

بیٹھے ہیں اس کے سائے میں ، کھا کر سبھی طیور
شیریں پھلوں سے بھر گئی جو ڈال ڈال ہے

طارق بھی خوشہ چیں ہے ایک اس کے باغ کا
جس کی عطا سے ہر کوئی ہوتا نہال ہے

اے اونچے محلوں والو تم ، مسکین کی عزّت کیا جانو
کیا بھوک اذیّت دیتی ہے ، تم صاحبِ دولت کیا جانو

تم ساتھی روز بدلتے ہو ، کیا جانو سچے جذبوں کو
تم سمجھو کچے دھاگے یہ ، رشتوں کی نزاکت کیا جانو

تم ہم کو کہہ کر دیوانےمنہ پھیر کے یوں جو ہنستے ہو
تم عقل کی پوجا کرتے ہو ، تم عشق ، محبّت کیا جانو

ہم حسن کے آگے جُھک جائیں ، احسان کی خاطر جاں دے دیں
تم نے تو محبت کی ہی نہیں ، تم پیار کی لذّت کیا جانو

تم اہلِ غرض کے مدِّ نظر ہے سود و زیاں کا پیمانہ
ہم اہلِ نظر دل کو پرکھیں ، تم دل کی عظمت کیا جانو

دنیا کو سمجھ کر بیٹھے تم اس زیست کی غرض و غایت سب
ہم ذکر کریں پر تم کو کیا ، تم لُطفِ عبادت کیا جانو

طارق نے کہا ہے تم سے یہی اک روز یہاں سے جانا ہے
یہ انہونی تو بات نہیں ، کب ہو گے رخصت کیا جانو

ہجر میں دردِ دل بڑھے تو آہِ شب ، فراز کر
خود پہ جو شرم سار ہو ، دستِ دعا دراز کر

نغمۂ جاں فزا سنا گیت کوئی نیا سُنا
تُجھ کو ملیں سماعتیں ایسا بلند ساز کر

دوستوں دشمنوں سبھی سے ، ہو جو بات ، صاف ہو
ان کے خلاف تُو کوئی دل میں نہ ساز باز کر

پردہ دری نہ ہو کسی کی ہو جو عام گفتگو
قُرب کی ہوں جو ساعتیں ان میں بیان راز کر

تُجھ سے وہ کام لے خدا ، جس سے ہو سب کو فائدہ
راضی ہو تُجھ سے ذات وہ پیدا کوئی جواز کر

تجھ کو ملے گا کیا اگر ، کرتا رہے گا تُو حسد
سوختہ آگ میں نہ ہو ، خود کو گنہ سے باز کر

حسن کا دیکھ آئنہ اپنی بصارتیں بڑھا
یونہی نہ بے دھڑک اُٹھا ، چشمِ حیا پہ ناز کر

تیری وفا کا ذکر اب پھر سے زباں پہ عام ہو
تُجھ کو ملا جو بادشہ اس کا بنا ایاز کر

طارق جو نعمتیں ملیں اس کی ہیں سب عنایتیں
تُو بھی کسی کے کام آ ، عمر کو یوں دراز کر

آئینہ دیکھ کے چہرہ مرا حیراں سا لگے
خود مجھے نقشۂ ایّام پریشاں سا لگے

گاؤں کے لوگ روانہ جو ہوئے شہروں کو
دیکھ کر خالی مکاں ، قریۂ ویراں سا لگے

وعظ آساں ہے مگر کر کے دکھانا مشکل
مفتیٔ دین کو فتویٰ بڑا آساں سا لگے

مجھ کو اس شہر میں حسرت ہی رہی عرصے سے
کوئی منبر پہ کھڑا شخص بھی انساں سا لگے

اب تجھے شہر کے لوگوں سے توقع کیا ہے
شہر کا شہر ہوا جب کہ بیاباں سا لگے

آسماں ایک نیا اور زمیں بھی ہے نئ
پھر فلک پر ہوا روشن مہِ تاباں سا لگے

رونقیں بزم کی دیتی ہیں دکھائی پھر سے
پھر ملاقات کا ہوتا ہوا ساماں سا لگے

اس نے آنے کے لئے مجھ کو بھی دعوت دی ہے
پورا ہوتا ہوا اپنا کوئی ارماں سا لگے

طارق اس بزم میں آ کر جو خوشی تُجھ کو ملی
اب ترے رُخ سے عیاں درد کا درماں سا لگے

مان ہم لیتے اسے تم جو ہدایت کرتے
ہم کسی بات کی تم سے نہ شکایت کرتے

تم کبھی چپکے سے آ جاتے چمن میں دل کے
ہم بیاں پھر گل و بلبل کی حکایت کرتے

ہم تو مشتاق رہے تم سے ہوں دل کی باتیں
تم ملاقات ہمیں اپنی عنایت کرتے

اور بھی لوگوں کو دعویٰ ہے محبّت کا مگر
پیار ہم بھی تو تمھی سے ہیں نہایت کرتے

ہم بھی جاں اپنی لُٹا دیتے تمھاری خاطر
ہم بھی پوری یہ محبّت کی روایت کرتے

گرچہ مشکل ہے کسوٹی پہ اترنا لیکن
آپ بھی کچھ تو مروّت میں رعایت کرتے

حق پہنچتا ہے اسے بھی تو قریب آنے کا
آپ کی ، عرصہ ہوا ، جس کو حمایت کرتے

طارق اس ذات سے اپنا جو تعلّق ہوتا
کچھ تو ہم پوری ، یہاں آنے کی غایت کرتے

جو تم نہیں تو ہزاروں میں جی نہیں لگتا
خزاں کی چھوڑ ، بہاروں میں جی نہیں لگتا

ہمیں کوئی نہ ملا آج تک جو کہتا ہو
ہمارا ان دنوں یاروں میں جی نہیں لگتا

یہ ہم جو ہجرتوں کے تجربے سے گزرے ہیں
نہیں یہ بات کہ پیاروں میں جی نہیں لگتا

لپٹ کے لہر سے دریا میں جو بڑھیں آگے
وہ لاکھ چاہیں کناروں میں جی نہیں لگتا

جنہیں یقین ہو زندہ خدا کے ہونے کا
کبھی پھر ان کا مزاروں میں جی نہیں لگتا

اگر فساد ہی ڈالا گیا ہو گھُٹی میں
تو عافیت کے حصاروں میں جی نہیں لگتا

سخن شناس ہی آتے ہیں تیری محفل میں
وہ جن کا عقل کے ماروں میں جی نہیں لگتا

اب آ ہی جائے نظر میں ہماری منزل بھی
ہمارا راہ گزاروں میں جی نہیں لگتا

کہیں سے تم بھی سواری کا انتظام کرو
پیادہ پا کا سواروں میں جی نہیں لگتا

رہی ہے گردشِ شام و سحر یونہی طارق
تمہارا کیسے مداروں میں جی نہیں لگتا

دل کو جب فرقت کا صحرا دیجئے
آنکھ کو اشکوں کا دریا دیجئے

آئینہ یوں دل کا ہو جائے گا صاف
حسن کا دیدار کروا دیجئے

گر ندامت اس پہ ہے جو کر چکے
دل کو پچھتاوے کا جذبہ دیجئے

ہم رگوں میں خون بن کر چل پڑیں
دل کے آنگن میں بھی رستا دیجئے

آس جو ٹوٹی تو مر جائیں گے ہم
اب تو تصویروں کو چہرہ دیجئے

مجھ کو سمجھانے سے کیا بدلیں گے دن
" گردشِ دوراں کو سمجھا دیجئے "

میں انا الحق کہہ بھی دوں اس بار تو
مجھ کو سولی پر نہ لٹکا دیجئے

دل کے قاضی سے بھی تو پوچھیں ذرا
یونہی منبر پر نہ فتویٰ دیجئے

کھا رہے ہیں پھل جو صبر و شکر کا
اب انہیں جنّت کا میوہ دیجئے

منتظر ہے کب سے طارق آپ کا
لُطف کا اظہار فرما دیجئے

کشش قدرت عطا کرتی ، ہمیں جو سادگی آتی
تصنّع سے نہیں چہرے پہ ویسی تازگی آتی

اگر ہم مسکراہٹ دیکھ کر ان کی غزل کہتے
ہمارے سارے لفظوں میں یقیناً نغمگی آتی

اگر ہوتی میسّر ہم کو صحبت پاک لوگوں کی
تعلّق میں خدا سے خود بخود وارفتگی آتی

اگر علم و ہنر کے ساتھ ہوتا تجربہ شامل
خیالوں میں ہمارے اور بھی کچھ پختگی آتی

بصارت میں کئی حیواں بڑھے ہیں چشمِ آدم سے
بصیرت گر نہ ہوتی کام کیا یہ زندگی آتی

اگر ہم کھولتے آنکھیں ، اگر سنتے ، سمجھتے ہم
ہمیں بھی پھر خدا ملتا ، ہمیں بھی بندگی آتی

خدا کی معرفت کے جام چکھ لیتے ہیں پیاسے جو
کبھی ہونے میں کم ان کی نہیں پھر تشنگی آتی

ہمیں طارق انہی راہوں پہ جانا ہے ، جہاں وہ ہے
ہمارے راستے میں اب نہیں درماندگی آتی

گِرد آنکھوں کے جو ہالے پڑ گئے
اس کے پیچھے ، غم جو پالے ، پڑ گئے

ہم تو گرویدہ ہوئے اس حسن کے
آنکھ میں دشمن کی جالے پڑ گئے

بے تکلّف سب گئے تھے اس کے در
جو جہاں پر اس نے ڈالے ، پڑ گئے

چل پڑے تھے کہکشاؤں کی طرف
دودھیا رستے پہ چھالے پڑ گئے

ڈوبنے سے کیا بچاتے وہ ہمیں
جان کے خود جن کو لالے پڑ گئے

کچھ تو کرتے بات وہ انصاف کی
کیوں زباں پر سب کی تالے پڑ گئے

جھوٹ پر پلتے رہے جو عمر بھر
ان کے اب سچوں سے پالے پڑ گئے

جب ہوئے ظاہر عمل ، ان کے گلے
ان کے ہی کرتوت کالے پڑ گئے

بات کیا سنتے ، سماعت کے خراب
کان میں ان کے ہیں آلے پڑ گئے

وہ سزا دیتا ہمیں ، پر راہ میں
جو کئے ہم نے تھے نالے ، پڑ گئے

کیا مبارک تھا سفر طارق جہاں
لے کے پتھر پیچھے بالے پڑ گئے

آج پھر ٹوٹ کے وہ یاد آیا
دل گیا لُوٹ کے وہ یاد آیا

تم نے پوچھا تو کہہ دیا ہے سچ
ہاں بلا جھوٹ کے ، وہ یاد آیا

دل کسی زلف کا اسیر رہا
قید سے چھوٹ کے وہ یاد آیا

زمزمِ عشق یوں نہیں بہتے
دل بہا پھوٹ کے ، وہ یاد آیا

جس نے دل میں بھری محبّت تھی
اس طرح کُوٹ کے ، وہ یاد آیا

ڈھال بن کے وہی بچاتا رہا
جب گیا ، ٹوٹ کے وہ یاد آیا

طارق اس کی امر محبّت ہے
جب گیا روٹھ کے ، وہ یاد آیا

آئنہ دیکھ کے ہم تیرا ، سنورتے جاتے
ہم تری بات جو سنتے تو نکھرتے جاتے

دیکھ کر ہم کو فرشتے بھی تو حیراں ہوتے
ہم تِرا رنگ جو کردار میں بھرتے جاتے

کتنی گہرائی سے بندہ تِرا لایا موتی
دیکھ کر ان کی چمک لوگ ٹھہرتے جاتے

حسن کے اور بھی قائل ہوئے لاکھوں لیکن
ہیں مگر ، جگ کی روایات سے ڈرتے ، جاتے

سچ ہے ہم رسمِ وفا خوب نبھاتے مل کر
ہم محبّت میں تری جاں سے گزرتے جاتے

توڑ کر ہم کو چمن سے جو الگ کر تے ہیں
ہم ہیں خوشبو کی طرح اور بکھرتے جاتے

اس کے قدموں میں گزارے ہوئے دن یاد آئیں
اور کچھ دن بھی یہاں ایسے بسرتے جاتے

ہم تو خورشید کی مانند جیا کرتے ہیں
ڈوب جائیں بھی تو ہیں اور ابھرتے جاتے

طارق انجام جو دیکھا کئی فرعونوں کا
منہ کی کھاتے ہوئے ، ناکام ہیں مرتے جاتے

حسن کا اعتبار کیا کرتے
عشق کا انتظار کیا کرتے

وہ ہمیں گر نہ آسرا دیتے
ہم بھلا ان سے پیار کیا کرتے

دھوکہ کھایا تھا کتنے لوگوں سے
ورنہ یہ اضطرار کیا کرتے

عشق کا کر دیا تھا جب اظہار
پھر بھلا بار بار کیا کرتے

پہلے سود و زیاں میں رہتے تھے
پھر وہی کاروبار کیا کرتے

دل پہ مرہم لگانے آئے تھے
پھر یہی دل فگار کیا کرتے

اشک آئے بلا سبب تو نہیں
درد سے بے قرار کیا کرتے

زرد پتّوں سے کیسا یہ شکوہ
وہ خزاں کو بہار کیا کرتے

وہ جو عزت ملی ، غنیمت ہے
ہم اسے تار تار کیا کرتے

حال چپکے سے کر دیا ہے بیاں
رو کے ہم زار زار کیا کرتے

ایک کافی ہے جب ہمیں طارق
اس کو دو تین چار کیا کرتے

نجیبوں کی سعادت کہہ رہی ہے
کہیں خوں میں شرافت بہہ رہی ہے

کہیں دل میں محبّت کا ہے جذبہ
یہ لفظوں کی لطافت کہہ رہی ہے

اُٹھی ہے اس سے ملنے کی جو خواہش
کہیں دل میں عبادت تہہ رہی ہے

پکارا ہے کسی نے نام ایسے
کہ لہجے سے حلاوت بہہ رہی ہے

مری تصویر کا نہ عکس ڈھونڈو
جُدا ہو کر تمازت سہہ رہی ہے

صداقت کا عجب ہوتا اثر ہے
یہ چہرے کی طمانت کہہ رہی ہے

یقیں اتنا جو ہے لہجے میں طارق
کہیں اُس کی حمایت ، شہ رہی ہے

آج ہے دل میں جو ہَل چَل کبھی ایسی تو نہ تھی
خواہشِ دید یوں بے کَل کبھی ایسی تو نہ تھی

تھی جو چنگاری محبّت کی بھڑک اُٹھی ہے
آگ جو دل میں گئی جل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

ہجر میں بیتیں گے دن یہ کبھی سوچا ہی نہ تھا
جو بھی ساعت ہے کٹی کَل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

سامنے آتا ہے چہرہ وہ کئی رنگ لئے
اُس کی تصویر مکمّل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

زندگی ہجر کے عالم میں بھی گزری پہلے
اب جو دُو بھر ہوئی پل پل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کیوں مرا صبر کا پیمانہ ہے لبریز ہوا
زندگی جہدِ مسلسل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کیا قدم آگے بڑھائیں وہ ، زمیں جن کے لئے
بن گئی اب ہے جو دلدل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کیوں نگہِ یار ہے غافِل ہوئی طارق ہم سے
کیا نہیں اس کا کوئی حل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کس کا حساب پیار میں بے باق ہی رہا
مکتب میں کون شاملِ اسباق ہی رہا

سوچا تھا اپنے ہاتھ سے ہم بھی کریں گے چاک
ہے تار تار دامنِ عشّاق ہی رہا

سپنوں میں اس سے یوں تو ملاقات ہو گئی
دل اس سے پھر وصال کا ، مشتاق ہی رہا

جب بھی واں جبّہ سائی کی ، دل شعلہ زن ہوا
پتھر جو اس کے در پہ تھا چقماق ہی رہا

کتنی ہی کہکشاؤں پہ میری نظر گئی
محدود کب نظر میں یہ آفاق ہی رہا

معراج سے جو لوٹا ، تھی زنجیر ہِل رہی
محوِ سفر تو رات کو برّاق ہی رہا

اس کو نہ اعتبار ہوا میری بات کا
میرا تو سچ بھی جھوٹ کے مصداق ہی رہا

محبوب تھا وہ چور جو لے کر گیا ہے دل
عاشق نظر میں اس کی تو قزّاق ہی رہا

اس نے مرا بھی ذکر کیا تھا کتاب میں
اب تک میں ڈھونڈتا وہی اوراق ہی رہا

بڑھ چڑھ کے ایک دوسرے کا ساتھ جو یہ دیں
شیطاں کا دوستوں سے ہے میثاق ہی رہا

تبدیلیاں وہ لائے ہیں آئین میں مگر
ترمیم کا ہمیں پہ ہے اطلاق ہی رہا

کامل یقیں سے ہم بچے طارق گناہ سے
ایمان بن کے زہر کا تریاق ہی رہا

مٹی سے میں بنایا گیا پہلی بار تھا
کچھ نور سے بنے ہوئے ، اک ابنِ نار تھا

تھا وہ عبادتوں میں گر اتنا ہی معتبر
اس کو پھر ایک سجدے میں کیوں اتنا عار تھا

منزل تو دور تھی ابھی ، چلنا ہوا کٹھن
میں آبلہ پا مبتدئِ رہگزار تھا

واقف نہیں ہوا ہوں گلوں سے جو ، اب تلک
جس راستے چلا ہوں ، وہی خارزار تھا

باندھا تھا میں نے رختِ سفر سوچ کر یہی
شاید اسے بھی میرا کہیں انتظار تھا

دل پا گیا سکوں مرا اتنا ہی جان کر
اس کا بھی دل مرے لئے ہی بے قرار تھا

معلوم تو نہ تھا کہ فنا میں ہی ہے بقا
جاں اس لئے لُٹا دی ، مجھے اس سے پیار تھا

طارق کہاں کہاں گئے اس کی تلاش میں
شہ رگ سے بھی قریب اگرچہ وہ یار تھا

قیادت کا عَلَم تھامے ہوئے ہوں
شہادت کا قلم تھامے ہوئے ہوں

عجب کیا ہاتھ میں ان کی ہیں پتھر
صداقت لا جرَم تھامے ہوئے ہوں

نہ جانے کیا دیا جائے گا فتویٰ
کلیسا میں حرَم تھامے ہوئے ہوں

ہے پیاسی روح مانگے یہ تو زمزم
مگر میں جامِ جم تھامے ہوئے ہوں

وہ اخلاقِ کریمانہ جو سیکھے
ہوئے ہیں جو عدَم تھامے ہوئے ہوں

لکھوں گا بات سچی اور کہوں گا
کہ دامانِ حَکَم تھامے ہوئے ہوں

وطن کی مجھ سے آتی ہے جو خوشبو
وہ رشتے دم بدم تھامے ہوئے ہوں

مجھے مٹی سے اپنی ہے محبّت
وہیں اپنے قدم تھامے ہوئے ہوں

یہ اشکوں کا سمندر بہہ نہ جائے
ہوئی ہے آنکھ نَم ، تھامے ہوئے ہوں

سنی جائے گی طارق آہ و زاری
وہ چوکھٹ صبح دم تھامے ہوئے ہوں

ہماری بے بسی پر مسکرا لے جس کا جی چاہے
ہمارے صبر کو بھی آزما لے جس کا جی چاہے

اسے شکوہ ہے کیوں جس کو نہیں ہے ضبط کا یارا
وہاں اشکوں کے دریا بھی بہا لے جس کا جی چاہے

شکایت ان کو ہے ہم سے ،خدا کا نام لینے پر
گناہوں کے سمندر میں نہا لے جس کا جی چاہے

عمل دیکھے نہ کوئی نام کے تو ہم مسلماں ہیں
تو دھوکہ رِیش و جبّے سے وہ کھا لے جس کا جی چاہے

مہ و خورشید دونوں روشنی کا ایک منبع ہیں
ستاروں سے بھی دل کا نور پا لے جس کا جی چاہے

ہمیں پہلوں سے نسبت ہے فدا جانوں کو کرنے کی
ہمارا حال بھی ان سے ملا لے جس کا جی چاہے

ہماری زندگی بیتی ہے ساری آزمائش میں
کوئی حسرت جو باقی ہو مٹا لے جس کا جی چاہے

فقیروں کو نہیں مطلب جہاں کے مال و دولت سے
مگر رستے سے کیوں کوئی اُٹھا لے جس کا جی چاہے

ہمیں طارق غرض آواز دینے سے ہے ، دیتے ہیں
کہ نیکی میں قدم آگے بڑھا لے جس کا جی چاہے

چلی ہے کس ڈَگر ، بگڑی ہوئی ہے
زباں پر ہے اثر ، بگڑی ہوئی ہے

کریں ہم اعتبار اب کیا کسی پر
جو ملتی ہے خبر ، بگڑی ہوئی ہے

وہ اُس کے گھر کو جاتی تھی سڑک جو
نہیں آساں سفر ، بگڑی ہوئی ہے

وہی گردش ہے جاری آسماں کی
مگر شام و سحر ، بگڑی ہوئی ہے

بھلا شکوہ کریں کیا زندگی سے
رہا باقی نہ ڈر ، بگڑی ہوئی ہے

نہ پوچھو روح کے پیاسوں کی حالت
جو آتی ہے نظر ، بگڑی ہوئی ہے

ادب کی جو ہوا کرتی تھی عادت
وہ باقی ہے اگر ، بگڑی ہوئی ہے

اُٹھے گھبرا کے سپنوں میں جو دیکھے
یہ دنیا اس قدر ، بگڑی ہوئی ہے

نہ دیکھا تیرگی میں چاند نکلا
کہا قسمت مگر بگڑی ہوئی ہے

عجب ہے نبض یارو عاشقوں کی
جو دیکھے چارہ گر بگڑی ہوئی ہے

سنبھالو تم بھی طارق ، دل کی حالت
کسی کو دیکھ کر بگڑی ہوئی ہے

سنگ اپنے ، ہاتھوں میں لئے ہیں ، وہ جو ہمارے سنگ نہیں
ہم کیسے ان کو سمجھائیں جینے کے یہ ڈھنگ نہیں

دل میں بُغض کے رکھتے ہیں وہ خنجر ، زہر آلود
مر جائیں گے ، جب تک دل کے دھوتے زنگ نہیں

ہم جب ان سے بات کریں وہ سننے کو تیار نہ ہوں
وہ کیا ہم سے جان چھڑائیں ہم کیا ان سے تنگ نہیں ؟

ہم کہتے ہیں امن کی خاطر تم بھی کچھ انصاف کرو
گھر گھر جا کر آگ لگائیں کہتے ہیں یہ جنگ نہیں

مہکے آنگن دور تلک ، جب پھولوں سے بھر جائے
پھول ہیں عاری خوشبو سے ، جو من چاہے وہ رنگ نہیں

وحشی سے انسان بنے ہم ، پہنے ہم نے کپڑے
عریاں ہو کر اب کہتے ہیں فیشن اس کو ، ننگ نہیں

جب انسان ترقّی کر لے ، بہتر ہوں اخلاق
قدروں کے معیار گرائیں ، اس پر ہوتے دنگ نہیں

طارق ہم تو چاہیں مل کر ایک ہی راگ الاپیں
نغمے سب توحید کے گائیں ، ان کا یہ آہنگ نہیں

نقاب چہرے سے گر وہ کہیں اُٹھا لیتا
تو کون ہوتا نظر اس سے جو ملا لیتا

اگرچہ حسن پسِ پردہ بھی قیامت ہے
پہ حشر ہوتا ، اگر سامنے بُلا لیتا

خیال آیا ہے جب وقت واپسی کا ہے
میں اس کے دل میں کوئی تو جگہ بنا لیتا

اسیر یونہی رہا خواہشاتِ دنیا کا
میں اس سے کہتا ، تو وہ قید سے چُھڑا لیتا

نہیں تھا علم مجھے وہ بھی مل کے خوش ہو گا
وگرنہ اس کو تو پلکوں پہ میں بٹھا لیتا

دیارِ غیر میں اس نے خیال رکھا ہے
کسی غریب کی پھر کیوں نہ میں دعا لیتا

عجب خزانہ ہے ، مجھ کو نہ روکتا کوئی
میں سب جہان کو اس کا پتہ بتا لیتا

پڑی نظر جو مری اس کے گھر پہ پہلی بار
اسی کو مانگ لیا اس سے اور کیا لیتا

ہے کون اس کے سوا تیرا چارہ گر طارق
وہی تو ہے ترا ہر حال میں پتا لیتا

خوشی کے لمحے ہمیشہ قلیل ہوتے ہیں
سفر غموں کے اگرچہ طویل ہوتے ہیں

جو اضطرار کی حالت میں اشک گر جائیں
مراد پانے کی اکثر سبیل ہوتے ہیں

کھڑے جو ہوتے ہیں مظلوم کی حمایت میں
فرشتے ان کے لئے خود وکیل ہوتے ہیں

ہے بھیجا جاتا مسیحا ، علاج کرنے کو
اسی زمانے میں جب سب علیل ہوتے ہیں

صداقتوں کا عَلَم ہاتھ میں جو لے کے چلیں
شجاعتوں کی وہی تو دلیل ہوتے ہیں

جو حُسنِ خُلق کا مظہر بنیں زمانے میں
وہی حقیقی ، حسین و جمیل ہوتے ہیں

کھڑے جو حق کے مقابل ہوئے تکبّر سے
ہمیشہ دیکھا ہے ان کو ، ذلیل ہوتے ہیں

زمیں پہ آیا جو ، اس نے یہیں سے جانا ہے
جہاں میں سارے ہی انساں نزیل ہوتے ہیں

اُٹھا سکے گا کوئی خاک لطف شعروں کا
اگر سمجھ سے وہ بڑھ کر ثقیل ہوتے ہیں

" ندائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد "
کہا گیا جنہیں طارق ، خلیل ہوتے ہیں

نہیں جس آنکھ میں سپنوں کا ہی جہاں آباد
تو ہونا چاہتا ہے کون پھر وہاں آباد

کچھ اس طرح سے ہے ویراں ہوا چمن میرا
میں سوچتا ہوں کہ ہو کیسے گلستاں آباد

تمام رات گزاری تمہارے سپنوں میں
رہے ہو چھپ کے نہ جانے کہاں کہاں آباد

ترے بغیر یہاں کس نے چین پایا ہے
جہاں جہاں تُو گیا ہو گیا زماں آباد

جہاں بھی لے چلے گا چل پڑے گا ساتھ ترے
تری گلی میں ہوا ہے جو کارواں آباد

صدائے لا الہ تو روکتا نہیں کوئی
یہاں پہ مسجدیں ہوں بعد از اذاں آباد

میں ایسے شہر کا باسی تو ہو نہیں سکتا
جہاں پہ گھر تو ہوں خالی مگر مکاں آباد

بہت ہیں بھائی ، ملیں آج بھی جو یوسف کو
کریں گے پھر کہیں ویران سا کنواں آباد

جو دیکھا تُجھ کو سکوں پا گیا ہے دل میرا
دمکتا چہرہ ، خوشی دل میں ہے نہاں آباد

ہے آرزو کہ ملے وہ یقیں مجھے طارق
رکھے سدا جو مرے دل کو شادماں ، آباد

اس سے جب تم پیار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا
باتیں جب دو چار کرو گے،سب اچھا ہو جائے گا

مشکل تو ہو گی چلنے میں ، کانٹے راہ میں آئیں گے
جب جنگل کو پار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا

ہاتھ پکڑ کر چلنا سیکھو گے تم اس کے ساتھ اگر
جب تم اُس کو یار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا

کاہے کو دشمن ہو کوئی، جب کرنا ہے پیار تمھیں
دل پر سب کے وار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا

لوگ ذرا گھبراتے ہیں لمبی باتوں کو سننے سے
لفظوں کو اشعار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا

دنیا کو تو راضی کر کے چین نہیں ملتا لیکن
راضی جب دلدار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا

طارق جب امّید رکھو گے اچھا ہی ہونے کی تم
جو بھی تم اس بار کرو گے ، سب اچھا ہو جائے گا

❁ ❁ ❁

رُخِ گل کو چھو کر گزرتی ہوا
مہک دے گئی ناز کرتی ہوا

ہوں آنکھیں یہ ٹھنڈی انہیں جب لگے
ترے گھر سے آئی سنورتی ہوا

یہ طوفان دل میں بپا جب کرے
نہیں پھر محبّت کی ڈرتی ہوا

جوانی کی مستی میں نغمہ سرا
مدُھر ساز میں سوز بھرتی ہوا

اُٹھا کر یہ چہرے سے تیرے نقاب
تجھے دیکھ کر ہے ٹھہرتی ہوا

اُڑاتی ہے زلفوں کے یہ پیچ و خم
ہے عاشق کے دل میں اترتی ہوا

خبر لے کے جاتی ہے چاروں طرف
رقیبوں کے ہے کان بھرتی ہوا

تجھے دیکھ پاؤں نہ جب تک ، لگے
کہ ہر سانس ہے آہ بھرتی ہوا

مبارک جو آواز لے کر چلے
وحی ساتھ لے کر اترتی ہوا

ہے طارق فلک پر مجھے لے اُڑی
کہاں دیکھیں اب پاؤں دھرتی ہوا

مبتلا اب ہے پس و پیش میں جیون اپنا
جبکہ آتا ہے نظر ، دنیا سے رفتن اپنا

پیش کرنے کو وہاں ساتھ لیا کچھ بھی نہیں
ہم تو دنیا سے لگا بیٹھے تھے تن من اپنا

ہم نے پھولوں کی نگہداشت نہیں کی ورنہ
آج کیوں سُونا نظر آتا یہ آنگن اپنا

اس کو دیکھے گا مسافر تو یہیں آئے گا
کب رکھا ہم نے دیا رات کو روشن اپنا

ابر بن کے جو گھٹا دل پہ مرے چھائی ہے
اب کے برسے گا بہت زور سے ساون اپنا

دوستی میں تو تکلّف نہیں رکھا ہم نے
ٹوٹ جائے نہ کہیں کانچ کا برتن اپنا

کچھ تقاضے تو محبّت کے نبھائے ہم نے
اتنی آسانی سے ٹوٹا نہیں بندھن اپنا

بھول جائیں گے بھلا کیسے جوانی اپنی
یاد ہم کرتے رہے روز ہی جوبن اپنا

اب بھی الفاظ کے نشتر کی چبھن باقی ہے
میں اسے دوست کہوں یا کہوں دشمن اپنا

دوستی ظالم و مظلوم کی ہو سکتی نہیں
رام کو کیسے لگے گا کبھی راون اپنا

ہم نے کوشش تو بہت کی نہ کوئی داغ لگے
پر نہیں دعویٰ رہا ، پاک ہے دامن اپنا

آئینہ دل کا دکھا دیتا ہے چہرہ طارق
سر جُھکاؤ گے تو ہو جائے گا درشن اپنا

حادثے کیا اور ہوں گے لوگ ہیں مضطر تمام
دیکھ کر بیٹھے ہیں یوں تو خونچکاں منظر تمام

سنگدل اور سنگ باری، ہم نے کیا دیکھا نہیں
کیا رکھیں امّید ہوں گے ختم اب پتھر تمام

گر رہا ہے بے گناہوں کا جو دھرتی پر لہو
پھر رہی ہے قوم ہاتھوں میں لئے خنجر تمام

دھیرے دھیرے لوگ ہجرت کر رہے ہیں شہر سے
کر گئے خالی مکاں کتنے ہی گھبرا کر تمام

کر رہے ہیں لوگ اب ہر سُو اجالوں کی تلاش
تیرگی میں گم ہوئے دھندلا گئے اختر تمام

جب خبر پھیلی ہے نکلا آسماں پر ماہتاب
چاندنی اتری تو دیکھا اک نیا منظر تمام

لے کے آیا نور وہ ماہِ منوّر ، مہر سے
مہر وہ مُہرِ نبوّت ، نعمتیں اُس پر تمام

وہ جو خوش قسمت تھے سارے آ گئے ہیں اِس طرف
اُس کے پیچھے چل پڑے ہیں جو ملا رہبر ، تمام

طارق اپنے اُن بزرگوں کو دُعا دیتے ہیں سب
جن کے دم سے روشنی ہے آج یہ گھر گھر تمام

❁ ❁ ❁

وہ جو کہتے ہیں بتاؤ تو محبّت کیا ہے
کیسے بتلائیں انہیں وصل کی لذّت کیا ہے

بادشاہت کو دیا چھوڑ کئی لوگوں نے
پیار کے سامنے یہ عزّت و شُہرت کیا ہے

ہم نے خورشید سے ذرّات کی طاقت جانی
جانے اب اور چھپی ان میں حقیقت کیا ہے

شبِ تاریک میں رہ کر یہ گماں گزرا ہے
اب ہمیں اور اُجالوں کی ضرورت کیا ہے

سانس لینے پہ نہیں ہے کوئی قدغن اب تک
اور اس شہر میں حاکم کی عنایت کیا ہے

بِک گئے سب مجھے انصاف دلانے والے
سچ نہیں کہتا اگر میں تو صداقت کیا ہے

مجھ سے پہلے بھی تو گزرے ہیں کئی اہلِ وفا
میری ان سے ذرا دیکھو تو شباہت کیا ہے

ہم محبّت کے لئے جاں بھی نچھاور کر دیں
پر اصولوں پہ نہیں جھکتے یہ عادت کیا ہے

طارق ہے اہلِ خرد کو یہ اشارہ بھی بہت
اور سمجھاؤں انہیں میری یہ جرأت کیا ہے

دُکھوں کے درد دعاؤں میں ڈھل نہ جائیں کہیں
ستم گروں پہ یہ تلواریں چل نہ جائیں کہیں

تماشہ دیکھتے ہیں روز جینے مرنے کا
بُلاوا آ گیا تو سر کے بل نہ جائیں کہیں

ہیں تاک میں سبھی صیّاد یوں قفس لے کر
پرندے اپنے نشیمن بدل نہ جائیں کہیں

کسی کے گھر کو جلانے تو آگئے ہو تم
یہ سوچ لینا کہ ہاتھ اپنے جل نہ جائیں کہیں

تمھیں یہ ڈر ہے، مری گرمیٔ محبّت سے
وہ سنگ دِل جو ہوئے ہیں ، پگھل نہ جائیں کہیں

کچھ اِس میں ڈال دیئے اور خَم حسینوں نے
کہ زُلفِ یار سے عاشق نکل نہ جائیں کہیں

مجھے تو بیٹے کو قربان کرنے جانا ہے
یہ مار کھا کے شیاطیں ، سنبھل نہ جائیں کہیں

فرشتے راہ میں آنکھیں بچھائیں گے طارق
اگر یہ حضرتِ انساں پھسل نہ جائیں کہیں

اب نظر آتے نہیں صاحبِ کشّاف یہاں
مہربانوں کے تھے ہم پر کبھی الطاف یہاں

کس کے در جاتے جہاں جا کے دہائی دیتے
کوئی منصف ہی نہیں کرتے جو انصاف یہاں

وہ جو بولیں بھی تو سچ بات نہیں کہہ سکتے
اپنی عزّت کو بچاتے ہوئے اشراف یہاں

دوستی، مہر و وفا ، صدق و صفا کوئی بھی
اب نظر آتے ہیں کم کم ہی یہ اوصاف یہاں

اب رہی کوئی بھی نسبت نہیں باقی ان سے
اعلیٰ کردار کے مالک رہے اسلاف یہاں

کس کو ہم چہرہ دکھائیں ، کسے رُوکش کر لیں
کوئی ملتا ہی نہیں آئینہ شفّاف یہاں

میری آزادی کا اندازہ تمہیں کیونکر ہو
تاک میں بیٹھے ہیں دشمن ہمہ اطراف یہاں

میں غزل کس کو سناؤں وہ سخن فہم نہیں
میرے اشعار فقط وقت کا اسراف یہاں

طارق آزادیٔ اظہار کا مطلب کیا ہے
کہنا چاہو جو اگر ، کہہ نہ سکو صاف یہاں

❁ ❁ ❁

پڑی تھی پاؤں میں خوابوں کی لاش ، کیا کرتے
ہم اپنے راز زمانے پہ فاش ، کیا کرتے ؟

تلاش کر نہ سکے اپنی ذات ہی کو اگر
یہاں خدا کی بھلا ہم تلاش کیا کرتے

ہمیں جو ہر قدم امّید نے دلاسہ دیا
بُھلا کے ہم اسے ، دل کو نراش کیا کرتے

اگر نظر میں نہ مخزن کی جستجو ہوتی
کسی چٹان کو ہم پاش پاش کیا کرتے

نظام ہوتا نہ گر کوئی کہکشاؤں میں
ستارے اپنی زمیں قاش قاش کیا کرتے

سوار سر پہ ہمارے رہا وہاں کا حساب
یہاں پہ شوق سے ہم بود و باش کیا کرتے

جو غور کر لیا ہوتا یہاں پہ کیوں آئے
بروزِ حشر سبھی کاش کاش ، کیا کرتے

نہ بنتا گر کبھی ابلیس ہی گُرو ان کا
زمانے بھر کے سبھی بد قماش کیا کرتے

عطا جو کی گئی طارق ، ہے کان ہیروں کی
تو پتھروں کے صنم ہم تراش ، کیا کرتے

اس نے جو بات بھی کی ، تھی وہ پشیمانی کی
یوں لگا ہم نے تو ہر موڑ پہ نادانی کی

ہم تو اُسلوبِ وفا سیکھ نہ پائے اب تک
اس نے حد کر دی محبّت کی فراوانی کی

شہر کا شہر امڈ آیا ہمیں سننے کو
ہم نے اک بات فقط کر دی تھی ارزانی کی

ہم نے آزادی کو ترجیح غلامی پر دی
اس کے دل میں رہی حسرت ہی ، جہاں بانی کی

یہ جو رونق نظر آتی ہے مرے گلشن میں
باغباں ہو گا کوئی جس نے نگہبانی کی

ہے یقیں مجھ کو مسخّر تو یہ ہو گی دنیا
تُجھ کو خواہش بھی تو ہو تختِ سلیمانی کی

اس نے عرصہ ہوا پیغام یہ لکھ بھیجا تھا
آرزو تیری پسندیدہ ہے قربانی کی

میں بڑے شوق سے آؤں گا ترے پاس مگر
تُو نے تیّاری بھی کر رکھی ہے مہمانی کی

طارق اس شہر میں آنے سے کوئی ڈرتا ہے
کیا خبر پھیل گئی ہے تری من مانی کی

❁ ❁ ❁

محبّت میں فنا ہو کر خیالِ یار کو جانا
اسی سے زندگی پائی ہے ہم نے پیار کو جانا

سلیقہ آ گیا ہے آزمائش سے نکلنے کا
پڑی کرنی جو ہجرت ، ہم نے یارِ غار کو جانا

اُڑے تھے جو پرندے مل کے، منزل پا گئے ہیں وہ
الگ ہو کر جو رستہ کھو گئے تب ڈار کو جانا

مسیحا کی ضرورت کا انہیں احساس کیا ہوتا
کیا ہے یاد اس کو جب دلِ بیمار کو جانا

گلوں کی سیج سمجھے ، چل پڑے جو سیدھے رستے پر
ہوئے جب آبلہ پا ، پتھروں کو ، خار کو جانا

وہ جلتے دھوپ میں ہیں دوسروں کو سایہ دیتے ہیں
پھلوں کے ذائقے سے بھی تو ہے اشجار کو جانا

کریں محنت اگر کچھ اجر کی امّید ہوتی ہے
ہمیں اچھا نہیں لگتا کہیں بیگار کو جانا

ہمیں فرصت کہاں تھی ہم پرکھ لیتے زمانے کو
ہے جن سے واسطہ اپنا، انہی دوچار کو جانا

تمہیں طارق میسّر اس کی صحبت جب بھی ہو جائے
اسے کہنا ، یہیں رہنا ہے ، کیا گھر بار کو جانا

خوب سے تھی خوب تر کی جستجو
رنگ لائی عمر بھر کی جستجو

خواب سب پورے ہوں یہ سوچا نہیں
ہاں مگر کچھ با ثمر کی جستجو

یاد ہیں بچپن کی کچھ باتیں ہمیں
نوجوانی میں سفر کی جستجو

تتلیاں دیکھیں چمن میں جب کبھی
ہم پکڑ لیں دوڑ کر کی جستجو

بارشوں میں بلبلے پانی میں کیوں
بن کے ٹوٹیں اس قدر کی جستجو

ہم کبھی جگنو پکڑ کر ہاتھ میں
ان کو رکھ لیں تا سحر کی جستجو

کس طرح مکھی بناتی ہے شہد
جان لیں ہم یہ ہنر کی جستجو

کیسے اُڑتے ہیں پرندے دور تک
کیوں نہیں تھکتے ہیں پر کی جستجو

رات کو جائیں پرندے یہ کہاں
کیسے سوئیں پیڑ پر کی جستجو

روشنی سورج ہمیں دیتا ہے کیوں
کیوں جلائے دو پہر کی جستجو

چاندنی میں وہ تپش کیونکر نہیں
نور کیا ہے سر بسر کی جستجو

گردشِ ایّام ہوتی ہے تو کیوں
کیوں ہیں یہ شام و سحر کی جستجو

ہم سنیں آواز جب کوئی مدھر
دل کو بھائے کیوں مگر کی جستجو

دیکھ کر صورت کوئی اچھی ہمیں
کھینچ لے کیوں اس قدر کی جستجو

جس کی فطرت پر ہیں ہم پیدا ہوئے
کیا ہے فطرت کا اثر کی جستجو

کون ہے جس نے ہمیں پیدا کیا
ہے اگر کوئی بشر کی جستجو

جان لیتا ہے جسے بھی عقل ہو
اس کو پہچانا اگر کی جستجو

ہم تو بتلا کر سبھی کو خوش ہوئے
ہم نے طارق پیشتر کی جستجو

❀❀❀

ہم پہ پھر نظرِ عنایت ہو ضروری تو نہیں
ان سے ملنے کی اجازت ہو ضروری تو نہیں

آ گیا جب سے مسیحا ، ہوئے مُردے زندہ
روز اک تازہ قیامت ہو ضروری تو نہیں

رات اٹکھیلیاں کرتی رہی مشعل سے ہوا
دشمنوں ہی کی شرارت ہو ضروری تو نہیں

دست با کار رہے دل میں اگر یار رہے
رات دن محوِ عبادت ہو ضروری تو نہیں

نہ سہی آپ نہیں رکھتے مراسم ہم سے
آپ کو ہم سے عداوت ہو ضروری تو نہیں

جب کبھی آپ عیادت کو ہماری آئیں
ہم میں اٹھنے کی بھی طاقت ہو ضروری تو نہیں

ایک سجدے کے نہ ہونے سے پڑی مشکل جو
اب کوئی اور بغاوت ہو ضروری تو نہیں

اس کے دربار میں عزّت ہمیں طارق ہو نصیب
شاعری باعثِ شہرت ہو ضروری تو نہیں

❀ ❀ ❀

نام ہی لب پر نہ آئے، پیار یہ کیسا ہوا
مطمئن تو ذکر کرنے سے دلِ شیدا ہوا

ہو مسافر ڈوبتی کشتی کا یا بیمارِ دل
نام لیتا ہے اسی کا اتّفاق ایسا ہوا

پوچھتے ہیں کیا مرے دلبر کا رنگ و روپ ہے
جس نے دیکھا حسن اس کا وہ تو پھر اس کا ہوا

مصلحت کے سب تقاضے ہم نبھا سکتے نہیں
سچ کو سچ کہہ کر کبھی کوئی نہیں رسوا ہوا

ہم نے سچ جانا وہی اس نے جو ہم سے کہہ دیا
ورنہ مشکل اعتبارِ وعدۂ فردا ہوا

ہم نے کب سوچا تھا جُھک جائیں گے تیرے سامنے
تُو نے کی تسخیرِ دل تب جا کے اِک سجدہ ہوا

عمر ساری لگ گئی ترتیب دینے میں اسے
اک نظر سے، دل کا سب ساماں تہہ و بالا ہوا

ہم الجھ کر رہ گئے دنیا میں جب آئے یہاں
اب خیال آیا ہے طارق یہ بھی کیا سودا ہو

❀ ❀ ❀

سبق استاد جو تم کو سکھائیں ، یاد کر لینا
اگر کڑوی کسیلی بھی سنائیں ، صاد کر لینا

خیال و خواب کے طائر قفس میں پھڑپھڑائیں تو
انہیں تم شاد کر لینا ، انہیں آزاد کر لینا

اگر گلشن میں جا کر دن پرانے یاد آئیں تو
تم اپنا رُخ جہاں پر ہوں گل و شمشاد کر لینا

لبِ ساحل تمہیں آکر ہوائیں گدگدائیں تو
ذرا سا مسکرا دینا ، انہیں ہمزاد کر لینا

تلاطم ہو سمندر میں ، گھٹائیں گھر کے آئیں تو
دُعا کر کے سفینے سے پرے افتاد کر لینا

اگر پردیس میں اپنوں کی یادیں آ رُلائیں تو
تم آنسو پونچھ کر دل میں انہیں آباد کر لینا

اکیلے میں اگر دل کی تمنّائیں ستائیں تو
انہیں سمجھا بجھا کر ، صبر کا ارشاد کر لینا

تمہاری کامیابی پر جو دشمن تلملائیں تو
خدا کا شکر طارق کر کے تم دل شاد کر لینا

ہجر میں ہم نے سہے درد ، اضافی تو نہیں
کوئی مرھم ترے زخموں کی تلافی تو نہیں

ساتھ دینے کا جو وعدہ تھا نبھایا اس نے
ہم نے شکوہ جو کیا ، وعدہ خلافی تو نہیں

اعلیٰ اخلاق سے بھی لوگ ہیں قائل ہوتے
اک پیمبر کے لئے معجزہ ، کافی تو نہیں

ہم تو بیگانوں کو اپنا لیں بڑے فخر کے ساتھ
پیار کرنا ہو تو قانون منافی تو نہیں

ہمیں امّید ہے بخشش کا بھی ساماں ہو گا
ہاں یہ سچ ہے کہ وہاں عام معافی تو نہیں

چارہ گر وہ ہو اگر ، ہو گا اثر باتوں میں
دل کے زخموں کا علاج اور بھی شافی تو نہیں

طارق اظہارِ وفا پھر سے کریں گے جا کر
اس سے کچھ کہنا کوئی سنگ شگافی تو نہیں

❀ ❀ ❀

کچھ دیر تو ٹھہرو، رک جاؤ، تمہیں دیکھ تو لوں میں جی بھر کے
کچھ اپنے دل کا حال کہوں، کچھ تم سے سنوں میں جی بھر کے

تم آج ابھی تو آئے ہو ، جانے کی اجازت پھر کیسی
اب وقت تو میرا اپنا ہے ، جس کو بھی دوں میں جی بھر کے

تم دوست مرے، تم میت مرے، تم میرے دل میں رہتے ہو
پھر ملنے میں کیوں دیر ہوئی ، بیٹھا سوچوں میں ، جی بھر کے

کیا یاد کریں ہم دن وہ جب ، سب مل کر کھیلا کرتے تھے
تم ٹھنڈی آہیں بھرتے ہو ، دل چاہے رو لوں جی بھر کے

تم ماضی کی باتیں چھوڑو ، اب مستقبل کی بات کرو
پھر گیت خوشی کے گاؤ تم، اور ان کو سنوں میں جی بھر کے

کچھ لوگ گئے کچھ لوگ بچے دنیا تو چلتی رہتی ہے
یہ بھی کچھ دیر سے سوچا ہے اب کیوں نہ جئوں میں جی بھر کے

دنیا نے دیا ہے جو مجھ کو ، کچھ اس کو بھی لوٹا جاؤں
جو پایا ہے تقسیم کروں، دل شاد کروں میں جی بھر کے

طارق یہ دنیا فانی ہے بس تھوڑی دیر کہانی ہے
جو بیت گئی سو بیت گئی ، اب تو دیکھوں میں جی بھر کے

گھر میں رہنے کی ہدایت ہے تو گھر میں رہیئے
پھر بھی محبوب کی آنکھوں میں ، نظر میں رہیئے

روک ایمان و عبادت کی ، وطن میں ہو تو
آپ کو حق ہے کہ ہجرت کے سفر میں ، رہیئے

سانس لینا بھی ہو دُشوار اگر اپنے گھر
جا کے پھر آپ کسی اور نگر میں رہیئے

اب کہاں لوگ ہیں سینے سے لگانے والے
وہ جو کہتے تھے کہ دل چھوڑ ، جگر میں رہیئے

چل دیئے آپ کہاں گاؤں کی جانب پھر سے
شہر خالی ہے تو کیوں آپ ڈگر میں رہیئے

انقلاب آتے ہیں جب قوم کو ہوش آتا ہے
جاگ کر خواب سے کیوں ، خوف و خطر میں رہیئے

کشتیٔ نوح میں آئیں گے تو بچ جائیں گے
ورنہ غرقاب ہوں یا پھِرتے بھنور میں رہیئے

گرچہ جنّت کی بشارت ہے یہاں بھی لیکن
آپ کی مرضی ہے چاہے تو سَقَر میں رہیئے

طارق اک چشمِ فسوں ساز کا کرشمہ ہے
اب ہمیشہ کے لئے اُس کے اثر میں رہیئے

خدا کا سامنا کرنے سے لاحق خوف گر ہو گا
کسی پر ظلم کرنے سے ہمارے دل میں ڈر ہو گا

لہو سے سینچتا ہو جو محبّت کی زمینوں کو
نہ اُس جیسا کسی کا دل ، نہ اس جیسا جگر ہو گا

نہیں مجنوں کوئی ہوتا فقط صحرا میں جانے سے
کوئی تو منتظر ہو گا کہ وا لیلیٰ کا در ہو گا

صبا لائی ہے جس کو خود اُٹھا کر میرے قدموں میں
قفس میں قید شاید وہ کسی پنچھی کا پر ہو گا

گزرتے جا رہے ہیں لوگ کتنے ہم سے آگے بھی
ہیں کتنے منتظر کب ختم اپنا یہ سفر ہو گا

کبھی سوچا نہیں ہم نے کہ آخر ہم مسافر ہیں
کسی دن حشر کے میداں میں اپنا بھی گزر ہو گا

دُعائیں مانگتے ہیں جو خدا کا قُرب پانے کی
کریں راضی جو بندوں کو، دعاؤں میں اثر ہو گا

اگر مل جائے طارق وہ ، نہیں مطلب ہے جنّت سے
ہمارے ہاتھ میں پھر تو محبّت کا ثمر ہو گا

کسے بتائیں ستم کا شکار ہم بھی ہیں
وطن سے دور ، غریب الدّیار ہم بھی ہیں

جنونِ عشق میں صحرا نوردیاں کرتے
لباس جن کے ہوئے تار تار ، ہم بھی ہیں

کسی کے حسن کا جادو ہمارے دل پہ چلا
تو اس پہ ہو گئے جو جاں نثار ، ہم بھی ہیں

جو وعدے اس سے کئے ہیں وفا کریں گے ہم
جو کر کے بیٹھے ہیں قول و قرار ہم بھی ہیں

شجر کے پتّوں کی مانند ہم جُڑے اس سے
کریں جو گل کی حفاظت وہ خار ہم بھی ہیں

بچانے آ گیا کوئی ہمیں جو طوفاں سے
ملی ہے نوح کی کشتی ، سوار ہم بھی ہیں

تمہاری ہم پہ غضب کی ، تو داستاں ہے وہی
تمہیں جو دل سے کریں اب بھی پیار ، ہم بھی ہیں

ہمیں اکیلا سمجھ کر نہ وار کرنا تم
کبھی نہ بھولنا، دلبر کے یار ہم بھی ہیں

❀❀❀

میں تشنہ ، دشت میں ہوں ، تو سراب دیکھتا ہوں
اندھیروں میں بھی اجالوں کے خواب دیکھتا ہوں

ابھی سمجھ نہ سکا جو حیات کا مقصد
یہ جاننے کو میں پڑھ کر کتاب دیکھتا ہوں

نہ پڑ سکی مجھے اب تک جو غور کی عادت
ہر ایک شے کو بہ نظرِ شتاب دیکھتا ہوں

میں پی رہا ہوں تو کیا ہے مری نظر کا قصور
میں اس کی آنکھوں میں اکثر شراب دیکھتا ہوں

میں سوچتا ہوں نہیں فائدہ اٹھایا مگر
میں اپنے ہاتھ سے جاتا شباب دیکھتا ہوں

وہ روز آتا ہے انداز اک نیا لے کر
میں روز ایک نیا ماہتاب دیکھتا ہوں

جو وعدے کر رہا ہے سب کو بخشوانے کے
برا نہ مانئے ، زیرِ عتاب دیکھتا ہوں

یقیں سے قلب کو طارق ، سکوں نصیب ہوا
وگرنہ چہروں پہ میں اضطراب دیکھتا ہوں

هم اُس کے لئے کب دنیا کے احسان اُٹھائے پھرتے ہیں
ہم تو اس نور کی مشعل کو گھر گھر میں جلائے پھرتے ہیں

قرباں کر کے سب آشائیں اور اپنی ہر اک خواہش کو
اِس دل میں اُسی سے ملنے کے ارمان سجائے پھرتے ہیں

کس کس نے دل رنجُور کیا ، زخموں سے سینہ چُور کیا
اپنوں سے ہم کو دور کیا ، گھر بار لُٹائے پھرتے ہیں

ہم نے تو کبھی شکوہ نہ کیا ، آنسو بھی لئے ، سجدوں میں بہا
ہم کو تو وہی کافی ہے رہا ، باقی تو پرائے پھرتے ہیں

جان اس نے دی سو اس کی ہوئی ، منزل تو پائی ہم نے ہی
ہم دین کی خاطر کب ساری ، دنیا ٹھکرائے پھرتے ہیں

گر چاک گریباں ہو نہ سکا ، لیلیٰ کو نہیں شکوہ ہم سے
مجنوں تو نہیں پر عاشق سے ، حالات بنائے پھرتے ہیں

ہم اپنے وطن کی باتیں اب پردیس میں بیٹھے کس سے کریں
ہم کیا بتلائیں درویشوں کو کون ستائے پھرتے ہیں

طارق اک تیرے کہنے سے ہو گا بھی اگر تو کیا ہو گا
کچھ اور بڑھیں گے ان کے ستم جو ہم پر ڈھائے پھرتے ہیں

❁ ❁ ❁

خزاں میں بدلی بہاروں سے ڈر نہیں لگتا ؟
تمہیں خدا کے اشاروں سے ڈر نہیں لگتا ؟

وہ کون گھر سے نکالے گئے تھے ، یاد کرو
تمہیں بھی ہجر کے ماروں سے ڈر نہیں لگتا ؟

وہ لوگ دن میں بھی سورج کی پوجا کرتے ہیں
ہمیں تو رات کو تاروں سے ڈر نہیں لگتا

جنونِ عشق نے ہم کو سکھا دیا جینا
وہ ساتھ ہو تو ہزاروں سے ڈر نہیں لگتا

خدا بنا کے جو بیٹھے ہو مُردہ لوگوں کو
ہمیں تمہارے مزاروں سے ڈر نہیں لگتا

مخالفین کا کیا حشر تم کو یاد نہیں
کہو ، خدا کے پیاروں سے ڈر نہیں لگتا ؟

تمہیں بھروسہ ہے جن پر ہیں راندۂ درگاہ
تمہارے جھوٹے سہاروں سے ڈر نہیں لگتا

کئے گئے ہیں جو تخلیق دشمنی کے لئے
ہمیں تو ایسے اداروں سے ڈر نہیں لگتا

مخالفت میں ہزاروں ہی روز لکھ لکھ کر
جو بانٹتے ہو ، شماروں سے ڈر نہیں لگتا

جلو گے آگ میں اپنی جلا کے خود ہی تم
ہمیں تمہارے شراروں سے ڈر نہیں لگتا

لکھا گیا ہے پہنچنا ، نصیب میں طارق
ہمیں زمیں کے کناروں سے ڈر نہیں لگتا

اشک جب آنکھ سے گرتے ہیں تو مر جاتے ہیں
صبر سے کام نہ لیں ہم تو بکھر جاتے ہیں

جھیل سی آنکھوں میں ان کی ، مہِ روشن اتریں
آئینے دیکھ لیں ان کو تو نکھر جاتے ہیں

صبح دم نکلے تھے اب لوٹ کے جائیں ہم بھی
شام ہوتے ہی پرندے بھی تو گھر جاتے ہیں

شب گزاری کے لئے نیند ضروری ہے بہت
دن تو سوچوں میں ، جہاں چاہے گزر جاتے ہیں

رات جب گزری سفر میں ہے تو آرام کریں
تھک کے تارے بھی تو گھر وقتِ سحر جاتے ہیں

اٹھو ، سامان سمیٹو ، ہے سفر کٹنے کو
جب بھی آ جاتی ہے منزل تو اتر جاتے ہیں

سن کے الزام کسی کا نہ پڑیں مشکل میں
بس ہمارا جو چلے ہم بھی تو دھر جاتے ہیں

وقت دم لینے کو رکتا نہیں دیکھا اب تک
ہم ہی تھک جاتے ہیں جب دوجے نگر جاتے ہیں

قبر میں ڈال کے ، جب جاتے ہیں اپنے طارق
تب حوالے وہ خدا ہی کے تو ، کر جاتے ہیں

رہی ہے تُجھ سے محبّت میں کچھ کمی باقی
کہ جاں لُٹانے کی ہے ، رسمِ دلبری باقی

ہزار اشک بہائے ہیں چشمۂ دل نے
ہماری آنکھوں میں اب تک بھی ہے نمی باقی

رہا حیات کا مقصد تمہاری خو شنودی
ہمارے دل میں تھی جب تک کہ روشنی باقی

گزر گئی ہے جو گزری اسے تُو جانتا ہے
رہی ہے اب تو ، ہمیشہ کی زندگی باقی

ابھی سے رختِ سفر اس لئے نہیں باندھا
ابھی ہے کرنا ہمیں تیری بندگی باقی
جو پی رہے ہیں ترے میکدے سے روز و شب
کہیں یہ کیسے ، رہی اب بھی تشنگی باقی

ہمیں جو دیکھ کے بے ساختہ تمہیں آئی
ہماری یادوں میں اب تک ہے وہ ہنسی باقی

ہے طارق اب بھی ہمیں انتظار اس کا ہی
ہماری رہ گئی جو وصل کی گھڑی باقی

جنونِ عشق میں گھر بار چھوڑ آؤ تو
صدائے لیلیٰ کبھی دشت میں لگاؤ تو

طلسمِ دہر میں جکڑے ہوئے ہیں لوگ یہاں
جو تم سے ہو سکے ، اس سے رہائی پاؤ تو

ہیں معرفت کے خزانے وہاں بھی پوشیدہ
تم اپنی ذات کے اندر سے ہو کے آؤ تو

جہاں میں نفرتیں تو عام بانٹی جاتی ہیں
دلوں میں الفتیں تقسیم کر دکھاؤ تو

نصیب جن کے انہیں آزماتے رہتے ہیں
ذرا سا ان کا ، کبھی حوصلہ بڑھاؤ تو
ہر ایک شخص محبّت سے رام ہوتا ہے
یہ نسخہ تم کبھی ہم پر بھی آزماؤ تو

تمہارے دل میں بھلا کیسے لوگ داخل ہوں
فصیلِ کبر و تعصّب کی تم ، گراؤ تو

جہالتوں کے اندھیرے یہ ختم کیسے ہوں
کہیں بھی شمع کوئی علم کی جلاؤ تو

تمہاری رات اگر صبح میں ڈھلی طارق
تو سونے والوں کو ، کوشش کرو ، جگاؤ تو

❀❀❀

زمیں پر کیوں بغاوت ہو رہی ہے
کھلے بندوں عبادت ہو رہی ہے

عدالت میں سماعت ہو رہی ہے
بڑی مشکل وضاحت ہو رہی ہے

سکھائی جس نے مجھ کو ہے محبّت
فقط اس کی اطاعت ہو رہی ہے

قصور اس میں کسی کا بھی نہیں ہے
مرے اندر قیامت ہو رہی ہے

نکل آیا ہے سورج صبحِ نو کا
زمیں پر اب حرارت ہو رہی ہے

جو منہاجِ نبوّت پر ہے قائم
جہاں میں اب خلافت ہو رہی ہے

نصیب اپنا نہیں سب کا ہے جاگا
مبارک اب تو ساعت ہو رہی ہے

بچائے گا نظامِ نو یہ دنیا
اسی کی اب اشاعت ہو رہی ہے

لباس اپنے پرانے پھینک ڈالو
کہ تقویٰ کی ہدایت ہو رہی ہے

سِمٹتا جا رہا ہوں اپنے اندر
مجھے باہر ندامت ہو رہی ہے

مریضِ عشق نے پایا مسیحا
کہ دور اب تو نقاہت ہو رہی ہے

عیادت کو مری آئے ہیں طارق
تو لہجے میں حلاوت ہو رہی ہے

چپکے سے آ کے جو مرے من میں اتر گیا
سوچوں تو اس کے آنے سے ، جیون سنور گیا

دیکھا جسے تھا چشمِ تخیّل نے بار ہا
وہ سامنے آیا بھی تو ، ہنس کے گزر گیا

اس کے بھی دل میں ، ہو گی محبّت مرے لئے
میں خوش ہوا جو میرے لئے وہ ٹھہر گیا

اس کو نہ راس آ سکا اک عکسِ دلبری
جب طور آئینہ نہ بنا تو بکھر گیا

وعدہ کیا تھا دید کا اس نے بشرطِ عشق
ایسا کبھی ہوا نہیں ، وہ ہو مکر گیا

کچھ میری پردہ پوشی ہی منظور تھی اسے
محفل میں میرے پاس سے جو چپ گزر گیا

اس کی تلاش میں کبھی مایوس کب ہوا
میں جب نہ ڈھونڈ پایا اسے ، اس کے گھر گیا

طارق نئی یہ بات تو ایسی نہیں کوئی
ہر جا جنون ، عشق میں ، ہے کام کر گیا

عمر بھر جھکتی رہی جس پہ جبیں میری ہے
آسماں اس کو یہ کہتا ہے زمیں میری ہے

عشق سورج تو کرے گرمئِ جذبات کے ساتھ
چاند کا دعویٰ ہے صورت تو حسیں میری ہے

یوں تو آدم بھی کہے بھیجا گیا مجھ کو یہاں
اس کو شیطان یہ کہتا ہے نہیں میری ہے

کام شیطان کا آساں ہوا ان تینوں سے
سب کا دعویٰ ہے کہ زر، زن یا زمیں میری ہے

ہم تو اخلاص سے ملنے چلے جاتے ہیں انہیں
وہ سمجھتے ہیں کہ ترکیب کہیں میری ہے

تختۂ دار پہ لٹکیں یا فضاؤں میں جلیں
ہے یہی قولِ خدا ، کیدِ متیں میری ہے

جان دے کر بھی حفاظت میں کروں گا اس کی
یہ امانت ہے زمیں اور رہیں میری ہے

تم امیں اس کے ہو طارق تو کہو کُھل کے غزل
لوگ تو کہتے ہی رہتے ہیں ، زمیں میری ہے

وہ جو آگے کی کبھی سوچنے لگ جاتے ہیں
ہر امانت وہ مجھے سونپنے لگ جاتے ہیں

میں گڈریا ، مرے الفاظ ہیں ٹوٹے پھوٹے
بن کے موسیٰ سبھی ، کیوں ٹوکنے لگ جاتے ہیں

میں تو سچائی کا اظہار کیا کرتا ہوں
پھر یہ کیوں لوگ مجھے روکنے لگ جاتے ہیں

ہے مرا کام تو پیغام کا دینا گھر گھر
ان سے شکوہ نہیں جو کوسنے لگ جاتے ہیں

اونگھ میں ہوتے ہیں جو ، دل نہیں مُردہ جن کے
وہ مجھے سن کے ذرا چونکنے لگ جاتے ہیں

بولنے والوں کی صحبت جو ملے ، گونگوں کو
بول کر راز کئی کھولنے لگ جاتے ہیں

آگ نمرود کی جلتی ہے ، براہیم جو ہے
ایندھن اب اور طرح ، جھونکنے لگ جاتے ہیں

یاد اک ماں کی ستاتی ہے ہمیں جب طارق
ہم سعی کرتے ہوئے دوڑنے لگ جاتے ہیں

دشتِ تنہائی کو یادوں سے جو سیراب کیا
دل نے روتے ہوئے آنکھوں میں ہے سیلاب کیا

اشک مژگاں پہ ندامت کے چھپاؤں کیسے
مجھ کو گزرے ہوئے لمحات نے آب آب کیا

شام کو آ کے ترے گیت مجھے لوری دے دیں
صبح دم آ کے ترے نغموں نے آداب کیا

میں جو مخمور محبّت میں تری رہتا ہوں
اس نشے نے دلِ ویران کو شاداب کیا

حسن کا جلوہ تِرا دیکھا ہے ہر سو میں نے
تُو نے ہر ذرّے میں بند ایک آفتاب کیا

تو نے بھیجا تھا مجھے عکس بنا کر اپنا
خود کو جب دیکھا لگا ، آئنہ بے آب کیا

پڑ گئی جس پہ تری ایک محبّت کی نظر
تُو نے اس شخص کو اک گوہرِ نایاب کیا

طارق اب آگے بڑھو ، دل کو منوّر کر لو
اس نے اک شخص کو پھر نور سے مہ تاب کیا

کب تک ہم کو خواب دکھایا جائے گا
کب جنّت کا باب دکھایا جائے گا

آیا ہے سیلاب دکھایا جائے گا
ہوں گے وہ غرقاب ، دکھایا جائے گا

وعدوں پر کب تک بیٹھے گا جیون یہ
کب پیاسوں کو آب دکھایا جائے گا

میرے نکتہ چینوں نے پوچھا ہے کب
اطلس اور کمخواب ، دکھایا جائے گا

میں ان سے کہتا ہوں تھوڑا صبر کرو
ہوتے ہیں اسباب ، دکھایا جائے گا

غاروں میں بیٹھے جو چھوڑ کے آدم کو
ہیں کس کے احباب ، دکھایا جائے گا

دوست خدا کے جو ہوتے ہیں ان کے بھی
ہوتے ہیں آداب ، دکھایا جائے گا

جن کا ظاہر ، باطن ، ایک ہے دنیا میں
کتنے ہیں کم یاب ، دکھایا جائے گا

کھیون ہار نہ ہو کشتی کا گر کوئی
لے ڈوبیں گرداب ، دکھایا جائے گا

سن بیٹھے ہیں کفر کے فتوے پہلے بھی
کون ہے اب کذّاب ، دکھایا جائے گا

تاریکی تھی ، وقت پہ اپنے ، دنیا میں
اُترا جو مہتاب ، دکھایا جائے گا

کوثر کی نہریں لایا ہے کون یہاں
کون ہوئے سیراب ، دکھایا جائے گا

پھر سچا اسلام جہاں میں پھیلا ہے
ہم بھی ہیں بے تاب ، دکھایا جائے گا

طارق اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے سب
ہوں گے ہم شاداب ، دکھایا جائے گا

جسے دیکھنا ہو وہ دیکھ لے یہ جہاں میں جاری نظام ہے
ہیں نماز میں سبھی مقتدی ، فقط ایک ہی تو امام ہے

تُو نقاب اُٹھا تو میں دیکھ لوں ، مجھے تیرے حسن کی تاب کیا
ہے جہاں بنا تِرا آئنہ ، وہی تیرا جلوۂ عام ہے

ذرا دیکھ کر مری نبض تُو ، مجھے دردِ دل کی دوا بتا
مرے چارہ گر تُو علاج کر ، ہو شفا کہاں تِرا کام ہے

تجھے ہے عزیز صنم کدہ ، مرا اعتماد "عزیز" پر
یوں نہ آگ سے تو ڈرا مجھے تری آگ میری غلام ہے

یہ ہے میکدہ کوئی اور ہی ، یہاں تشنہ لب نہ رہے کوئی
ہوا پی کے سب کو خُمار ہے ، ملا معرفت کا وہ جام ہے

مرے ساقیا، تری آنکھ میں ہے نشہ یہ کیسا چھپا ہوا
مجھے مست دیکھا تو کہہ دیا کہ ہوئی شراب حرام ہے

مجھے ایسا شوقِ سفر رہا ، نہیں کچھ خبر ، نہ پتہ چلا
ہوئی زندگی کی سحر کہاں ، ہوئی کب نہ جانے یہ شام ہے

یہی ایک طارقِ مبتلا، رہی آرزو مرا مُنتہا
تجھے الوداع کریں جو سب ، تو کہیں فرشتے سلام ہے

تصوّر میں حسیں نظّارے دیکھوں
میں اکثر خواب تیرے بارے دیکھوں

میں دیکھوں چاندنی پھیلی جو ہر سُو
منیر اک مہر کے لشکارے دیکھوں

محبّت سے تجھے جو دیکھتے ہیں
ملے فرصت تو چہرے سارے دیکھوں

کوئی چھوٹا بڑا رُکتا نہیں ہے
مسافر سب یہاں بے چارے دیکھوں

سفر دستور ہے شاید یہاں کا
روانہ ہوں جو ہر شب تارے دیکھوں

ہوئے ہیں صبح کے آثار ظاہر
قریب اب روشنی کے دھارے دیکھوں

مجھے ہجرت کئے مدّت ہوئی ہے
یہ جی چاہے کہ اپنے پیارے دیکھوں

ہے توڑی کب کسی طوفاں نے ہمّت
کہ میں اپنے ارادے ہارے دیکھوں

میں طارق ہو گیا ہوں اور صیقل
تمازت میں کھڑا انگارے دیکھوں

گناہ جب بھی کبھی تجھ کو آزمائے گا
ضمیر تیرا تجھے روشنی دکھائے گا

کبھی کسی کی مدد بے غرض جو کی ہوگی
کوئی فرشتہ ضرورت کے وقت آئے گا

پکار پر تری آئیں گے لوگ سننے کو
اگر خدا کے لئے تُو صدا لگائے گا

یہ مت سمجھ کہ سدا ہر جگہ ہی سارے لوگ
تجھے قبول کریں گے جہاں تُو جائے گا

ہوں جس نے بیج ہی نفرت کے بوئے آج تلک
تو پھر شجر وہ محبّت کے کب اگائے گا

زمین ہو گی جو زرخیز ، نم اگر حارث
تو سبز کھیت وہاں جلد لہلہائے گا

اگر رہا ترا رحمٰن سے تعلّق تو
جو پاس آئے گا شیطان ، منہ کی کھائے گا

رواں ہے نہر تری روح پاک کرنے کو
تُو پانچوں وقت اگر روز ہی نہائے گا

خدا کی راہ میں تُو اپنا مال دینے سے
ہمیشہ مال کو اپنے فقط بڑھائے گا

رہا جو غیب پر ایماں ترا یقین کے ساتھ
کہ آخرت ہے ، یقیناً فلاح پائے گا

یہ درس دیتا ہے قرآن متقی کے لئے
وہ سرخرو ہے جو طارق نجات پائے گا

عمر بھر جس نے کبھی دھوکا دیا ہوتا نہیں
کیا عجب اس کا خدا اس سے خفا ہوتا نہیں

ہم بیاباں میں چلے تو راستہ تھا اجنبی
ہم بھٹک جاتے اگر وہ آشنا ہوتا نہیں

ہم بھنور میں ڈوب جاتے گر خدائے بحر و بر
زندگی کی ناؤ کا خود ناخدا ہوتا نہیں

جگ میں آتی ہے نظر جو روشنی پھیلی ہوئی
تیرگی تھی ، ایک گر روشن دیا ہوتا نہیں

ہم تعاقب میں اسی دنیا کے ہوتے اب تلک
خواہشوں کو ہم نے قرباں گر کیا ہوتا نہیں

جس بھروسے پر چلے دشمن فنا سب ہو گئے
جس سے راضی ہو خدا ، بے آسرا ہوتا نہیں

"آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب"
چشمِ بینا پر عیاں کیونکر خدا ہوتا نہیں

رہنمائی خود نہ کرتا بھیج کر گر رہنما
اس کے بندوں نے خدا کو پا لیا ہوتا نہیں

گود میں بیٹھے ہیں اس کی مثلِ طفلِ شیر خوار
اس سے رشتہ ، رحمِ مادر کا بڑا ہوتا نہیں

اس کی خاطر جان گر دے دیں امانت اس کی ہے
اس کا طارق حق ادا ہم سے کبھی ہوتا نہیں

❀ ❀ ❀

کہیں کسی کے لئے بات یہ عجیب نہ ہو
نجیب کیسے ہو ، جو بندۂ منیب نہ ہو

ملے وہ مجھ سے مگر ساتھ میں رقیب نہ ہو
پھر اس کے بعد گھڑی ہجر کی نصیب نہ ہو

رکھے وہ دوستی مجھ سے بغیر شرطوں کے
وہ دل کی بات کرے گو کہ وہ ادیب نہ ہو

مریضِ عشق ہوں، اس کا بنے وہ چارہ گر
وہ دکھ کو دور کرے چاہے وہ طبیب نہ ہو

وطن سے دور ہو مجبوریوں کے باعث جو
امیر ہو یا نہ ہو دل کا وہ غریب نہ ہو

سفر میں جائے تو ہو ہمسفر خیالوں میں
ذرا بھی دل سے مرے دور وہ حبیب نہ ہو

سکھائے علم جو حکمت سے اور محبّت سے
زبان شیریں ہو گو وہ بڑا خطیب نہ ہو

بھروسہ کس پہ کریں سب ہیں اپنی دُھن میں مگن
یہاں ہمارا اگر کوئی بھی حسیب نہ ہو

دعائیں ہوتی ہیں کیسے قبول پھر ساری
کبھی یہ ہو نہیں سکتا خدا مجیب نہ ہو

ہے تیری زیست کا مقصد ہی اور کیا طارق
تِرا حبیب ، ترے دل کے گر قریب نہ ہو

تیری محفل سے کہاں جانے کو جی چاہتا ہے
جانا پڑ جائے تو پھر آنے کو جی چاہتا ہے

جب سے دیکھا ہے تجھے بڑھ گئی خواہش کتنی
تیرے انداز جو اپنانے کو جی چاہتا ہے

چند لمحات غنیمت ہیں تری صحبت میں
قُرب گو تیرا سدا پانے کو جی چاہتا ہے

مسکراہٹ جو حسیں اور بناتی ہے تجھے
عمر بھر لب پہ ترے لانے کو جی چاہتا ہے

ہجر ، تنہائی، اداسی کے بہت درد سہے
مرہمِ وصل ، شفا پانے کو جی چاہتا ہے

جب سنائی کہیں دیتی ہے صدائے لیلیٰ
جائے مجنوں بھی تو ویرانے کو ، جی چاہتا ہے

علم و عرفاں کے خزانے جو یہاں عام ہوئے
ہر کسی کو یہی سمجھانے کو جی چاہتا ہے

"آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے"
سب کو پیغام یہ پہنچانے کو جی چاہتا ہے

جاں نچھاور کریں ہم ایک اشارے پہ ترے
اب ترے پیار میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے

طارق اب آتے ہیں دن جلدی کہ لوگ آئیں گے
کون ہے جس کا کہ پچھتانے کو جی چاہتا ہے

کیسے سمجھائیں تمہیں کاش کہ آ جائے یقیں
اب بھی نازل ہوا کرتا ہے کہیں روحِ امیں

آسماں سے کوئی اُترا ہے یقیناً ورنہ
بے سبب شور زمانے میں مچا ہوتا نہیں

کچھ نہ کچھ اس کو محبّت ہوئی ہو گی ہم سے
مسکرا کر یونہی ملتا نہیں وہ خندہ جبیں

ڈھونڈنے نکلے ہیں جب بھی کہیں اپنے دل کو
اس گلی میں ہی اسے پایا جہاں پر تھے حسیں

تاب لا سکتے نہیں حسن کے نظّارے کی
لن ترانی کی جو آواز سنائی دے کہیں

محوِ حیرت ہیں کہ پھر آگ ہوئی ٹھنڈی کیوں
وہ جلانے کو جو تیّار ہوئے اپنے تئیں

صاف آثار قیامت کے نظر آتے ہیں
کوئی بھونچال ہے آیا تو ہلی ہے یہ زمیں

آؤ ہم بیٹھیں اسی در پہ رما کر دھونی
سوچنا کس لئے اس نے ہمیں دیکھا کہ نہیں

طارق اسبابِ محبّت ہمیں پوچھے جو کوئی
حسن و احسان جہاں دیکھے یہ دل آئے وہیں

ہم نے جب ذکر تمہارا ، دمِ فریاد کیا
کیسے کہتے ہو نہیں ہم نے تمہیں یاد کیا

یونہی الزام نہ دو ہم پہ کہ برباد کیا
تم نے کب دنیا سے خود کو کبھی آزاد کیا

اب جو کرتے ہو گلہ پوچھتا کوئی بھی نہیں
کچھ خبر بھی ہے کہ کس کس نے تمہیں یاد کیا

ہم تو خاموش تماشائی رہے دیکھا، سنا
ہم نے کب مانا نہیں تم نے جو ارشاد کیا

ہم پہ نافذ کیا دستورِ زباں بندی جب
ہم نے کچھ کہہ کے تمہیں کیسے ہے ناشاد کیا

" پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں "
تم نے جو حکم دیا ہم نے تو بس صاد کیا

جب ہمیں دیکھا ، رقیبوں سے ملے ہنس ہنس کر
تم نے کیا کیا نہ ستم ڈھانے کو ایجاد کیا

رام کرنے کو تمہیں بھیجا تھا میں نے جس کو
قید تو نے وہ کبوتر ارے صیّاد کیا

ہم نے گلہائے صداقت جو تمہیں پیش کئے
داد کیا دینی تھی تو نے ہمیں بے داد کیا

طارق اب آگے بڑھو اور زمانہ آیا
لوگ دیکھیں تو سہی کس نے کسے شاد کیا

❀ ❀ ❀

مسیحا آ گیا ہے اب علاجِ دردِ دل ہو گا
لگا جو زخم فرقت کا یقیناً مندمل ہو گا

فقط یہ سوچ کر بھی میں نہیں جاتا اسے ملنے
بہت مصروف ہوتا ہے وہ جانے سے مخِل ہو گا

مجھے وہ وقت دیتا ہے، بڑا احسان کرتا ہے
مقام اس کا اگر پہچان لے دل، منفعِل ہو گا

وہیں جا کر رہیں ، اس نے جہاں پر گھر بنایا ہے
کہ اس کا در ہمارا اب ٹھکانا مستقل ہو گا

کچھ ایسا ہے تعلقّ ، پیار کا اس سے جو رشتہ ہے
کہوں گا جو بھی اس کے ذکر پر ہی مشتمل ہو گا

کبھی گرمی کبھی سردی کبھی ہنسنا کبھی رونا
ہمارے دل کا موسم کب نہ جانے معتدل ہو گا

مزاج اس کا بڑا دھیما ، بہت گہری ہے سوچ اس کی
اگر کہہ دیں گے سچ اس کو تو کب وہ مشتعل ہو گا

ہمارا دل تو آئینہ ہے سچی بات کرتا ہے
اسے توڑے گا جو کوئی بڑا ہی سنگدل ہو گا

جُدائی میں الگ اس سے کٹیں گھڑیاں بہت اپنی
تسلّی ہو جو دل میں وہ ہمارے مستقل ہو گا

بنا اس کے نہ رہ پائیں ، ہمیں امّید ہے طارق
ہمارا گھر تو جنّت میں بھی اس سے متّصل ہو گا

## ساحلِ سمندر پر بیٹھ کر۔۔۔

اے سمندر ! تری وسعت ، تری گہرائی کو
کون جانے ترے اندر چھپی سچائی کو

بیٹھ کر تیرے کنارے فقط اتنا سوچوں
عمر لگ جائے گی تجھ سے تو شناسائی کو

اپنے اندر تُو سمو لیتا ہے دریاؤں کو
خود کبھی آگے نہیں بڑھتا پذیرائی کو

تجھ سے ملنے کو چلے آتے ہیں جو لوگ یہاں
دور کرنے کو تری آتے ہیں تنہائی کو

تیرے پاتال میں موتی بھی جنم لیتے ہیں
لعل و گوہر بھی یہیں ملتے ہیں شیدائی کو

سر پٹکتی ہوئی موجیں یہ عیاں کرتی ہیں
چاند سے عشق ہوا جاتا ہے سودائی کو

کتنی انسان نے جنگیں ترے سینے پہ لڑیں
بیڑے تیار ہوئے کتنے ہیں چڑھائی کو

بھوکے انسانوں کو تُجھ سے جو غذا ملتی ہے
بن کے بارش ترِا پانی ہے مسیحائی کو

کوکھ سے تیری جنم لیتے ہیں طوفاں لاکھوں
ڈر کے دیکھیں تری بپھری ہوئی انگڑائی کو

کون رکھتا ہے تجھے اپنی حدوں میں آخر
دل پریشاں ، بڑی حیرت ہوئی دانائی کو

یونہی طارق نہیں آتی ہے گلوں میں خوشبو
چاہیئے جہدِ مسلسل چمن آرائی کو

# "بعد اس کے ہاتھ میں سگریٹ میں نے نہ لیا"

چشمِ نم سے واقعہ میں نے سُنا ہے آج جو
جی میں آیا ہے سناؤں آپ کو بھی دوستو

میں گیا مطبع پہ جب اپنی کتابوں کے لئے
بیٹھنا مجھ کو پڑا کچھ دیر باتوں کے لئے

مالکِ مطبع تھا ہاتھوں سے ہوا کو جھَل رہا
اور بھی کچھ ذہن میں شاید تھا اس کے چل رہا

میں نے پوچھا تو وہ بولا معذرت کرتا ہوں میں
کسٹمر سگریٹ پی کر ہے گیا ڈرتا ہوں میں

پھر کہا اس نے لکھا ہے میں نے سگریٹ مت پیو
باز آتے ہی نہیں کرتا تو ہے دل ، ڈانٹ دو

پھر وہ یہ کہنے لگا میں خود رہا ہوں مبتلا
جانتا ہوں میں نشہ سگریٹ کا ہے ہی بُرا

اک زمانے میں بڑے سگریٹ پی جاتا تھا میں
اک کے بعد اک دوسرے کا لطف بھی پاتا تھا میں

یاد پڑتا ہے نیا آیا تھا میں پر دیس میں
کام وہ کرنا پڑا کرتا نہ تھا جو دیس میں

اک بڑے سے نام والی چین کا اسٹور تھا
میرا خالی شیلف بھرنے پر ہی سارا زور تھا

دن ذرا مشکل تھے لیکن تھا گزارا ہو رہا
رات بھر میں کام کرتا دن کو تھا میں سو رہا

میری بچی جس کی ہو گی عمر تب تو ایک سال
آگئی وہ ساتھ ماں کے شوخیوں کی ، تھی مثال

گھوم کر اسٹور میں وہ خوش ہوئی ، کہنے لگی
اک کھلونا ہے پسند آیا وہ لے کر دو ابھی

میری قیمت پر نظر بھی اتفاقاً جا پڑی
پونڈ دیکھے تیس سے اوپر تو بیوی بھی ڈری

ڈانٹ کر میں نے کہا، ہم کیسے لے سکتے ہیں یہ
اس طرف دیکھو کھلونے کچھ ادھر سستے ہیں یہ

لے نہ سکتے تھے کھلونا ، اس کو پھر بہلا دیا
دوسرا شاید کھلونا لے کے بس پُھسلا دیا

وہ مگر کہتی رہی اس کو کھلونا چاہیئے
وہ پسند آیا تھا جو بس اور کچھ نہ چاہیئے

اپنی ضد پر گھر کو جاتے وقت بھی قائم رہی
میں بھی غصّے میں تھا کیفیّت یہی قائم رہی

وہ تو رو دھو کر چلی آئی خموشی چھا گئی
اس کی پہلی ضد تھی شاید وہ ذرا کُملا گئی

میں نے کونے پر دکاں سے جب لئے سگریٹ تو
کہہ دیا مالک نے مہنگا ہے بچا باقی ہے جو

میں نے گیارہ پونڈ میں سگریٹ کا اک پیکٹ لیا
جو مرے ساتھی تھے اس میں سے سبھی کو اک دیا

دیکھتے ہی دیکھتے پیکٹ ہوا نظروں سے گُم
سوچتا میں رہ گیا کہ اب کہاں جاؤ گے تُم

پھر میں نکلا ڈھونڈنے کچھ اور باقی رات تھی
اور سگریٹ کے بنا رہنا تو مشکل بات تھی

اس دکاں پر اب ہوئے سگریٹ سارے ختم تھے
کچھ ورق ، فلٹر ، تمباکو ہی بچے اب نرم تھے

پونڈ پورے تیس اس کو پھر سے اب دینے پڑے
اپنی مجبوری سمجھ کر جو ملے ، لینے پڑے

لے کے تمباکو جو میں پہنچا ہوں پھر اسٹور پر
مجھ کو مالک نے کہا دیکھو ذرا اس ڈور پر

میں گیا تو سامنے ہی وہ کھلونا تھا پڑا
میری بیٹی نے کیا تھا جس پہ ہنگامہ بپا

میں نے سوچا اس کی ضد تو میں نہ پوری کر سکا
تھا بہت مہنگا کھلونا ، میں نہ پورا پڑ سکا

پر مرے سگریٹ پر میرا ہے جو خرچا ہوا
اس کھلونے کی وہ قیمت سے کہیں آگے بڑھا

اپنی بچی کا جو چہرہ سامنے آیا مرے
میں نے غصّے سے نکالے ، تھے جو تمباکو لئے

بِن میں ان کو پھینک کر جو چین میں نے پا لیا
بعد اس کے ہاتھ میں ، سگریٹ اب تک نہ لیا

# پنجابی غزل

کَنڈیاں وِچّوں بچ بچا کے لنگھ دا جیہڑا پار
اوہو ای سجن رب دا لوکو، رب وی اوہدا یار

شکر دوپہرے ٹُر دے ٹُر دے اسی جے چھاویں بیہہ گئے
کِیہ کرنا اے ایتھے لمّاں ، چوڑا کاروبار

لوکیں یار مناؤن دی خاطر ، کر دے جتن بتھیرے
رب نوں راضی کرن لئی پھڑ ، توبہ دا ہتھیار

دنیا دے چکراں وچ پے کے جِنہے سُرت بُھلائی
لنگھ جاندا اے ویلہ جد ، اوہ روندا زار و زار

سوچ سمجھ کے بولیں اڑیا رب دے بندیاں نال
بول کوئی جے اُچّا بولے ، رب دی کھاندا مار

طارق تینوں مِلن لئی سب ، نِکے وڈھے آئے
اَگے وَدھ ، گل اونہوں لا لَے ، جیہڑا دیندَا پیار

## کلام بہ یاد سیّد طالع احمد شہید

لوگ یوں ہی تو نہیں ہوتے محبّت کے امیں
دستِ شفقت کوئی کاندھے پہ رکھا ہوتا ہے

# سیّد طالع احمد شہید

صالح ، وہ خاندان کا فرزندِ ارجمند
طالع وہ جان دے کے ہوا ، جس کا سر بلند

حق وقف کا ادا کیا ہے اس نے اس طرح
ہر لحظہ فرضِ منصبی پہ تھا وہ کار بند

وہ با وقار ، خوبرو ، کم گو تھا ، نیک بخت
میدان میں عمل کے نمایاں تھا ، فتح مند

تھا وقفِ نو ، تو تربیت بچپن سے وہ ملی
پہنچا نہ پایا اس کو کچھ معاشرہ ، گزند

طالع خدا کی راہ میں جو جان دے گیا
خوش باغباں ہوا کہ شجر کا ثمر ہے قند

گلشن کو رنگ دے کے حسیں اور کر گیا
کی اس نے داستانِ وفا ، خوں سے قلم بند

جلدی میں تھا وہ کام بہت سر پہ تھے ابھی
تھا وقت کم تو اس کے لئے تھا وہ فکر مند

اس نے لکھا ، ”ہے مجھ کو خلیفہ سے اپنے پیار
لیکن یہ راز ہے ، نہیں وہ اِس سے بہرہ مند “

حاضر ہوا ہے اپنے وہ پیارے کے روبرو
اس کی رضا کا پا گیا وہ تاج ، دل پسند

ہم پیچھے رہ گئے ہیں وہ پہلوں سے جا ملا
سیدھا بہشت میں گیا ایسی بھری زقند

کرتے ہیں رشک اس پہ فرشتے لئے سلام
گو آنکھ اشکبار ہے ، دل غم سے درد مند

طارق عزیز تر ہے وہ ، جس نے بُلا لیا
سب کی طرح خدا کو بھی شاید تھا وہ پسند

# بہ یادِ سیّد طالع احمد شہید

اشک مژگاں پر کسی کی یاد میں آنے کے بعد
سوچتا ہوں کیسے بھولیں گے اسے جانے کے بعد

روح اک سیراب ہو کر اپنی منزل کو گئی
جاتے جاتے کر گئی بیتاب ، تڑپانے کے بعد

اک محبّت تھی زمیں سے آسماں پر لے گئی
عشق کا شعلہ دلوں میں اور بھڑکانے کے بعد

دوستی کی قدر و قیمت اس کے دل سے پوچھئے
جاں ہتھیلی پر لئے پھرتا تھا یارا نے کے بعد

پیرہن رنگین اس کا کر گیا بہتا لہو
نقش اس کے سامنے آئے ہیں جاں جانے کے بعد

کوئے جاناں کی طرف رخصت ہوا اک ماہ رُخ
خوش ہوئے اس پر فرشتے پھول بر سانے کے بعد

ذکر اس کا ہر زباں پر اس طرح جاری ہوا
وہ ہوا دنیا سے رخصت ، سب کا بن جانے کے بعد

طالع اک ہیرا تھا جو ہم سے جُدا اب ہو گیا
پا گیا منزل وہ طارق ، جاں کے نذرانے کے بعد

❁ ❁ ❁

# بہ یادِ سیّد طالع احمد شہید

اس کی تقدیر فلک پر سے جو مُبرم اتری
دو جہانوں میں اسے کر کے وہ اکرم اتری

کوئی چپکے سے اتر آیا مرے خوابوں میں
رات گلشن میں دبے پاؤں جو شبنم اتری

دے گیا کوئی جواں سال شہادت کی خبر
یہ خوشی غم کے سیہ سائے میں مدغم اتری

دل نے جب بوجھ اتارا ہے جُدائی کا تری
موتیوں کی بھی لڑی آنکھ سے پُر نم اتری

تیری صحبت میں گزارے تھے ابھی دن کتنے
تیری فرقت مری قسمت میں جو ہمدم اتری

چین آتا ہی نہ تھا دل کو جو پہنچا صدمہ
ایک آواز بنی زخموں کا مرہم اتری

جب سنی ہے وہ صدا مجھ کو یہ محسوس ہوا
جیسے گیتوں کی کوئی لے بڑی مدھم اتری

دل کی بے چینی کو جیسے کوئی دیتا ہے قرار
آسماں سے کوئی تسکین ہے ہر دم اتری

طارق انجام محبّت کا سنا ہے میں نے
وصلِ محبوب کی خوش خبری تو کم کم اتری

❀ ❀ ❀

# "سیّد طالع احمد شہید"

عمر بھر تیری رضا کی جستجو کرتا رہا
بات جب بھی کی تری ہی گفتگو کرتا رہا

وقتِ رُخصت اُس کے چہرے پر جو اطمینان تھا
وصل کی وہ زندگی بھر آرزو کرتا رہا

جاں فدا کر کے ہوا ہے سرخرو جس کے حضور
قطرہ قطرہ وہ فدا اس پر لہو کرتا رہا

خدمتِ انسانیت مذہب رہا اُس کا ہمیش
وہ کہاں تھا ، امتیازِ رنگ و بُو کرتا رہا

کب سنا حرفِ شکایت ہو کوئی نوکِ زباں
وہ تو ہر مشکل کو خود سہنے کی خُو کرتا رہا

ایک عالم کو ہوا ہے ناز اس کی موت پر
ایک عالم چاک دل اپنا ، رفو کرتا رہا

" دل نے 'طارق ' شوق میں کتنے ہی سجدے کر لئے
دیدۂ تر خُونِ دل سے ہی وضو کرتا رہا "

# "بہ یاد سیّد طالع احمد شہید"

جان دے کر جس نے ثابت ، خود کو ہیرا کر دیا
دی جُدائی اس طرح ، دنیا کو تیرہ کر دیا

سنگِ کم مایہ تھا ، چُھو کر دستِ پارس نے اسے
یوں تراشا کچھ دنوں میں اس کو ہیرا کر دیا

اس قدر چمکا ہے وہ ٹھہری نہیں اس پر نظر
اس ستارے نے نگاہوں کو جو خیرہ کر دیا

اب مسافر اس زمیں پر آ کے کرتے ہیں قیام
اس طرح اس نے سمندر میں جزیرہ کر دیا

وقت کم تھا کام اس کو تھا زیادہ رات دن
زندگی بھر کام کو اپنا وتیرہ کر دیا

ذمّہ داری اس کو جب دے دی گئی اخبار کی
کام اس نے ، جس کو سب ہی نے پذیرا ، کر دیا

چند ہفتے تو گزارے ہر کسی نے کرب میں
پھر دلوں میں اس کی یادوں کا ذخیرہ کر دیا

در جوانی داغِ فرقت دے گیا ہو کر شہید
کتنی آنکھوں کو ہے اس نے آبگیرہ کر دیا

وہ سکھاتا ہے محبّت سے جو آدابِ وفا
طفل کو اونچا کیا طارق کبیرا کر دیا

❁ ❁ ❁

جس چہرے سے نظروں کو ہٹایا نہیں جاتا
اس چاند کو دنیا سے چھپایا نہیں جاتا

توڑا ہے اگر دل تو اکٹھی کرو کِرچیں
یوں کانچ کو رستے میں بچھایا نہیں جاتا

وہ سنتے نہیں گر تو چلیں آنکھوں سے بولیں
چپ رہ کے تو اب شور مچایا نہیں جاتا

اپنوں کے لئے جان بھی حاضر ہے ہماری
روٹھے ہوئے دشمن کو منایا نہیں جاتا

اِخلاص تو چہرے سے اداؤں سے عیاں ہو
اندازِ محبّت تو سکھایا نہیں جاتا

خوں دے کے شہیدوں میں جو طالع ہوئے شامل
قربانی کو ان کی تو بُھلایا نہیں جاتا

جو عہدِ وفا باندھ کے اب بھول گئے ہیں
کیا ان کو کبھی یاد دلایا نہیں جاتا

کہنے کو تو سب کچھ ہی تِرا اُس کا ہوا ہے
جب اُس نے کہا آؤ تو جایا نہیں جاتا

طارق مجھے قسمت سے یہ انعام ملا ہے
میں کیسے کہوں پیار نبھایا نہیں جاتا

❀❀❀

جس کے کن کہنے سے اک حشر بپا ہوتا ہے
اس کے ہر حکم میں اک پیار چھپا ہوتا ہے

لوگ یونہی تو نہیں ہوتے محبّت کے امیں
دستِ شفقت کوئی کاندھے پہ دھرا ہوتا ہے

لاکھ سمجھانے پہ بچے کو سکوں آتا نہیں
ماں کی آغوش میں جا کر جو عطا ہوتا ہے

حوصلہ ملتا ہے سن سن کے وفا کے قصّے
دور اندیشہ ہو جو دل میں ہوا ہوتا ہے

مکتبِ عشق نے سکھلائے ہیں اسلوبِ وفا
یا کہیں خون میں یہ رنگ ملا ہو تا ہے

جو محبّت میں فنا ہوتے ہیں مر جاتے ہیں
ذکر کب ایسے تعلّق کا کیا ہوتا ہے

زندگی ان کو عمل میں ہی نظر آتی ہے
علم تحفے میں جنہیں رب سے عطا ہوتا ہے

طارق آ جاتی ہے منزل یونہی چلتے چلتے
گو سفر صبر کے لمحوں میں کٹا ہوتا ہے

اختتام



# ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آ گئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۷۰ میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے ۱۹۷۵ میں ایف ایس سی کیا ۱۹۸۲ میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ ۱۹۹۰ میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آ گئے یہاں سے سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے رضاکارانہ طور پر تنزانیہ مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر کام کیا۔ واپس آ کر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یو کے سے منسلک ہیں۔ با قاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ ۲۰۲۰ سے کیا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام **"لبِّ لباب"** مارچ 2021 میں آیا تھا جس کا غزلیات کا حصّہ **"چاک دامانِ جنوں"** کے نام سے شائع ہوا۔ **"ہم قدم، دم بدم"** اپریل ۲۰۲۱ میں شائع ہوا اور **"در آئینہ صفِ دوستاں"** اگست ۲۰۲۱ میں۔ **"نصیبِ چارہ گری"** ان کا پانچواں مجموعہ کلام ہے۔



# ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آگئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۷۰ میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے ۱۹۷۵ میں ایف ایس سی کیا ۱۹۸۲ میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ ۱۹۹۰ میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آگئے یہاں سے سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے رضاکارانہ طور پر تنزانیہ مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر کام کیا۔ واپس آکر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یو کے سے منسلک ہیں۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ ۲۰۲۰ سے کیا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام **"لبِ لُباب"** مارچ 2021 میں آیا تھا جس کا غزلیات کا حصہ **"چاک دامانِ جنوں"** کے نام سے شائع ہوا۔ **"ہم قدم، ہم دم بدم"** اپریل ۲۰۲۱ میں شائع ہوا اور **"در آئینہ صفِ دوستاں"** اگست ۲۰۲۱ میں۔ **"نصیبِ چارہ گری"** ان کا پانچواں مجموعہ کلام ہے۔